احمدی نوجوانوں کیلئے

اکتوبر 2004ء

مدیر
منصور احمد نور الدین

مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی نویں سالانہ صنعتی نمائش کا افتتاح فرماتے ہوئے

مکرم ومحترم
چوہدری حمید اللہ صاحب
وکیل اعلیٰ تحریک جدید
انعامات تقسیم فرماتے ہوئے

محترم صدر صاحب کا پیغام

مجلس خدام الاحمدیہ کے نام

پیارے خدام بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2004ء کے موقع پر اپنے اختتامی خطاب میں وصیت کے آسمانی نظام میں شامل ہونے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:-

''میری یہ خواہش ہے اور میں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ اس آسمانی نظام میں اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لیے، اپنی نسلوں کی زندگیوں کو پاک کرنے کے لیے شامل ہوں، آگے آئیں اور کم از کم (یہ کم وبیش اندازہ میں نے دیا تھا) کم از کم پندرہ ہزار اس ایک سال میں نئی وصایا ہو جائیں تا کہ کم از کم پچاس ہزار وصایا تو ایسی ہوں جو سو سال میں ہم کہہ سکیں کہ ہوئیں .... میری یہ خواہش ہے کہ 2008ء میں جب خلافت احمدیہ کو قائم ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ سو سال ہو جائیں تو دنیا کے ہر ملک میں، ہر جماعت میں جو کمانے والے افراد ہیں، چندہ دہند ہیں ان میں سے کم از کم پچاس فیصد تو ایسے ہوں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں اور روحانیت کو بڑھانے اور قربانیوں کے یہ اعلیٰ معیار قائم کرنے والے بن چکے ہوں اور یہ بھی جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک حقیر سا نذرانہ ہوگا جو جماعت خلافت کے سو سال پورے ہونے پر دے رہی ہوگی، شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہی ہوگی۔''

اللہ تعالیٰ ہمیں حضور انور ایدہ اللہ کی اس تحریک پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

سید محمود احمد

صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمدی نوجوانوں کے لئے

ماہنامہ خالد

اکتوبر 2004ء

اخاء 1383 ہش

جلد 51

شمارہ نمبر 10

monthlykhalid52@yahoo.com

اس شمارے میں

عنوان	مصنف	صفحہ
اداریہ	مدیر کے قلم سے	2
سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم - محمدؐ ہی نام اور محمدؐ ہی کام علیک الصلوٰۃ علیک السلام	مکرم خلیل احمد خان صاحب	3
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام - مردانہ حسن کا اعلیٰ نمونہ	مرسلہ: مکرم شفیق احمد جچہ صاحب	5
مشعل راہ	ادارہ	9
حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ	مکرم وسیم شاہد صاحب	13
بدظنی سے بچو۔ منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام	ادارہ	16
نظام خلافت - تقریر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز	ادارہ	17
شورش بربط و نے	فیض احمد فیض	20
تکبر کیا چیز ہے؟	اقتباس	22
حضرت میاں کرم الٰہی صاحب لدھیانوی	مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب	23
نظام وصیت	مکرم سید طاہر محمود ماجد صاحب	25
بات چیت کے انداز	ترجمہ: مکرم حافظ محمد ظفر اللہ صاحب	27
پالتو جانوروں کا بیان	مرسلہ: مکرم طاہر احمد مختار صاحب	29
پوشیدہ حملہ آور	ترجمہ: مکرم میر قمر سلیمان احمد صاحب	33
رپورٹ دسویں آل پاکستان سالانہ صنعتی نمائش	مہتمم صاحب صنعت وتجارت	37
12ویں قومی سوئمنگ چیمپئن شپ	مکرم نصیر احمد انجم صاحب	41

کمپوزنگ: اقبال احمد زبیر ٹائٹل ڈیزائننگ: شیخ خالد محمود پانی پتی پبلشر: قمر احمد محمود مینیجر: عزیز احمد پرنٹر: سلطان احمد ڈوگر

مطبع: ضیاء الاسلام پریس چناب نگر (ربوہ) مقام اشاعت: ایوان محمود دارالصدر جنوبی قیمت چار روپے ...... سالانہ ۱۰۰

PH: +92 4524 212349- 212685 FAX: +92 4524 213091

آمین یارب العالمین

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 6راگست 2004ء میں فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے نظام وصیت میں شامل ہونے والوں کے لئے تین دفعہ دعا کی ہے۔ آیئے رسالہ الوصیت سے اس دعا کے الفاظ کا مطالعہ کریں۔ اللہ کرے کہ ہم بھی ان خوش قسمت لوگوں میں شمار ہو سکیں جن کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعاؤں کا یہ لازوال خزانہ چھوڑا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"مَیں دُعا کرتا ہوں کہ خدا اِس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنادے اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کرلیا اور دنیا کی محبت چھوڑ دی۔ اور خدا کے لئے ہوگئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرلی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ اٰمین یا رب العالمین۔

پھر مَیں دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے ان پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے لئے ہو چکے اور دنیا کی اغراض کی ملونی اُن کے کاروبار میں نہیں۔ اٰمین یا رب العالمین

پھر مَیں تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر کریم! اے خدائے غفور رحیم! تو صرف ان لوگوں کو اسجگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجالاتے ہیں۔ اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کر چکے ہیں جن سے تُو راضی ہے اور جن کو تُو جانتا ہے کہ وہ بکلی تیری محبت میں کھوئے گئے۔ اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراحی ایمان کیساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں۔ اٰمین یا رب العالمین"۔

*****

محمد ہی نام اور محمد ہی کام

عَلَیْکَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکَ السَّلَام

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

مکرم خلیل احمد خان صاحب۔ڈیریانوالہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ: ”جیسے عقل ذکا۔ سرعت فہم۔ صفائی ذہن۔ حسن تحفظ۔ حسن تذکر۔ عفت۔ حیا۔ صبر۔ قناعت۔ زہد۔ تورع۔ جوانمردی۔ استقلال۔ عدل۔ امانت۔ صدق لہجہ۔ سخاوت فی محلّہ۔ ایثار فی محلّہ۔ کرم فی محلّہ۔ مروّت فی محلّہ۔ شجاعت فی محلّہ۔ علوہمّت فی محلّہ۔ حلم فی محلّہ۔ تحمّل فی محلّہ۔ حمیّت فی محلّہ۔ تواضع فی محلّہ۔ ادب فی محلّہ۔ شفقت فی محلّہ۔ رأفت فی محلّہ۔ رحمت فی محلّہ۔ خوف الٰہی۔ محبت الٰہیہ۔ انس باللہ۔ انقطاع الی اللہ وغیرہ وغیرہ“ (براہین احمدیہ حصہ دوم، روحانی خزائن جلد ا حاشیہ نمبر ۱۱ صفحہ نمبر ۱۹۵)

آیئے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے ان اخلاق فاضلہ کی ایک جھلک دیکھیں۔

أَنَا مُحَمَّدٌ	میں وہ ہوں جس کی بہت زیادہ تعریف کی گئی ہے
وَ أَنَا أَحْمَدُ	اور میں (خدا کی) سب سے زیادہ حمد کرنے والا ہوں
وَ أَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُوا اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ	اور میں مٹانے والا ہوں، میرے ذریعہ سے اللہ کفر کو ختم کرے گا
وَ أَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمِي	اور میں اکٹھا کرنے والا ہوں، میری پیروی کی وجہ سے لوگ اکٹھے کئے جائیں گے

(مسلم کتاب الفضائل باب فی اسمائہ)

أَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ	میں قیامت کے دن تک بنی آدم کا سردار ہوں
وَأَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ	اور میں پہلا وجود ہوں جس کی قبر کھولی جائے گی
وَأَوَّلُ شَافِعٍ	اور میں پہلا وجود ہوں جو شفاعت کرنے والا ہے
وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ	اور میں پہلا وجود ہوں جس کی شفاعت قبول کی جائے گی

(مسلم کتاب الفضائل باب تفضیل نبینا عن جمیع الخلائق)

نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ	مجھے ایک ماہ کی مسافت کے برابر رعب عطا کیا گیا ہے
وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِداً وَطُهُوراً	میرے لئے ساری زمین کو سجدہ گاہ اور پاکیزہ بنایا ہے۔
وَ أُحِلَّتْ لِيَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي	اور میرے لئے مال غنیمت حلال قرار دیا گیا ہے جبکہ اس سے پہلے کسی کے لیے یہ حلال نہیں ہوا

(بخاری کتاب التیمم باب قول اللّٰہ تعالیٰ فلم تجدوا ماء......)

بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ	مجھے جامع کلام کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے

اُتِیتُ بِمَفَاتِیحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِی یَدِیْ	میرے پاس زمین کے خزانوں کی چابیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں تھما دی گئیں

(بخاری کتاب التعبیر باب المفاتیح فی الید)

اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ	میں اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں

(مؤطا امام مالک کتاب حسن الخلق باب ما جاء فی حسن الخلق صفحہ ۳۶۴)

اَلْمَعْرِفَۃُ رَأْسُ مَالِیْ	میرا حقیقی مال معرفت ہے
وَالْعَقْلُ اَصْلُ دِیْنِیْ	اور میرے دین کی اصل حقیقت عقل کے مطابق ہے
وَالْحُبُّ اَسَاسِیْ	اور محبت میری بنیاد ہے
وَالشَّوْقُ مَرْکَبِیْ	اور میرے سفر کا مقصد خدا کو پانا ہے
وَذِکْرُ اللّٰہِ اَنِیْسِیْ	اور میری محبت ذکر الٰہی سے ہے
وَالثِّقَۃُ کَنْزِیْ	اور کامل یقین میرا خزانہ ہے
وَالْحُزْنُ رَفِیْقِیْ	اور غم میرا ساتھی ہے
وَالْعِلْمُ سِلَاحِیْ	اور علم میرا ہتھیار ہے
وَالصَّبْرُ رِدَائِیْ	اور صبر میری چادر ہے
وَالرِّضَاءُ غَنِیْمَتِیْ	اور اللہ کی خوشنودی میرا مدعا ہے
وَالْعَجْزُ فَخْرِیْ	اور عجز وانکساری میرا فخر ہے
وَالزُّھْدُ حِرْفَتِیْ	اور عبادت میرا پیشہ ہے
وَالْیَقِیْنُ قُوَّتِیْ	اور کامل یقین میری قوت ہے
وَالصِّدْقُ شَفِیْعِیْ	اور سچائی میری ساتھی ہے
وَالطَّاعَۃُ حَسْبِیْ	اور اطاعت الٰہی میرا منشا ہے
وَالْجِھَادُ خُلُقِیْ	اور محنت ومشقت میرا خُلق ہے
وَقُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ	اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے
وَثَمْرَۃُ فُؤَادِیْ فِیْ ذِکْرِہٖ	اور میرے دل کا سرور ذکر الٰہی میں ہے
وَغَمِّیْ لِاَجْلِ اُمَّتِیْ	اور میرا غم میری امت کے لئے ہے
وَشَوْقِیْ اِلٰی رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ	اور میرے نفس کا میلان اپنے رب کی طرف ہے

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ جلد اول قاضی عیاض بن موسیٰ صفحہ ۸۵۔۸۶)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں:۔

''ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں یعنی وہی نبیوں کا سردار۔ رسولوں کا فخر تمام مرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفیٰ واحمد مجتبیٰ ﷺ ہے جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزاروں برس تک نہیں مل سکتی تھی''۔

(روحانی خزائن جلد نمبر۱۲۔سراج منیر ص۸۲)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مردانہ حسن کا اعلیٰ نمونہ

"یہ حسن انسانی ایک روحانی چمک دمک اور انوار اپنے ساتھ لئے ہوئے تھا"

(مرسلہ: شفیق احمد ججہ)

جون ۱۹۱۴ء میں حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کا ایک نہایت شاندار مضمون حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شمائل کے متعلق رسالہ "الحق دہلی" میں شائع ہوا۔ حضرت ڈاکٹر صاحب کے ۲۰ سالہ ذاتی مشاہدہ پر مشتمل اس تحریر کا کچھ حصہ بحوالہ سیرۃ المہدی قارئین خالد کے لئے پیش ہے۔

احمدی تو خدا کے فضل سے ہندوستان کے ہر گوشہ میں موجود ہیں بلکہ غیر ممالک میں بھی مگر (حضرت) احمد علیہ السلام کو دیکھنے والے اور نہ دیکھنے والے احمدیوں میں بھی ایک فرق ہے۔ دیکھنے والوں کے دل میں ایک سرور اور لذت اس کے دیدار اور صحبت کی اب تک باقی ہے۔ نہ دیکھنے والے بارہا تاسف کرتے پائے گئے کہ ہائے ہم نے جلدی کیوں نہ کی اور کیوں نہ اس محبوب کا اصلی چہرہ اس کی زندگی میں دیکھ لیا تصویر اور اصل میں بہت فرق ہے۔ اور وہ فرق بھی وہی جانتے ہیں جنہوں نے اصل کو دیکھا۔ میرا دل چاہتا ہے کہ (حضرت) احمد علیہ السلام کے حلیہ اور عادات پر کچھ تحریر کروں۔ شاید ہمارے وہ دوست جنہوں نے اس ذات بابرکات کو نہیں دیکھا حظ اٹھاویں۔

حلیہ مبارک

بجائے اس کے کہ میں آپ کا حلیہ بیان کروں اور ہر چیز پر خود کوئی نوٹ دوں یہ بہتر ہے کہ میں سرسری طور پر اس کا ذکر کرتا جاؤں اور نتیجہ پڑھنے والے کی اپنی رائے پر چھوڑ دوں۔ آپ کے تمام حلیہ کا خلاصہ ایک فقرہ میں یہ ہو سکتا ہے کہ:-

"آپ مردانہ حسن کے اعلیٰ نمونہ تھے"

مگر یہ فقرہ بالکل نامکمل رہے گا اگر اس کے ساتھ دوسرا یہ نہ ہو کہ:-

"یہ حسن انسانی ایک روحانی چمک دمک اور انوار اپنے ساتھ لئے ہوئے تھا"۔

اور جس طرح آپ جمالی رنگ میں اس امت کے لئے مبعوث ہوئے تھے اسی طرح آپ کا جمال بھی خدا کی قدرت کا نمونہ تھا اور دیکھنے والے کے دل کو اپنی طرف کھینچتا تھا۔ آپ کے چہرہ پر نورانیت کے ساتھ رعونت، ہیبت اور استکبار نہ تھے۔ بلکہ فروتنی، خاکساری اور محبت کی آمیزش موجود تھی۔

جسم اور قد

آپ کا جسم دبلا نہ تھا۔ نہ آپ بہت موٹے تھے۔ البتہ آپ دوہرے جسم کے تھے۔ قد متوسط تھا۔ اگرچہ ناپا نہیں گیا مگر اندازاً پانچ فٹ آٹھ انچ کے قریب ہوگا۔ کندھے اور چھاتی کشادہ اور آخر عمر تک سیدھے رہے نہ کمر جھکی نہ کندھے تمام جسم کے اعضاء میں تناسب تھا۔ یہ نہیں کہ ہاتھ بے حد لمبے ہوں یا ٹانگیں یا پیٹ اندازہ سے زیادہ نکلا ہوا ہو۔ غرض کسی قسم کی بدصورتی آپ کے جسم میں نہ تھی۔ جلد آپ کی متوسط درجہ کی تھی نہ سخت نہ کھردری اور نہ ایسی ملائم جیسی عورتوں کی ہوتی ہے۔ آپ کا جسم پلپلا

اور نرم نہ تھا بلکہ مضبوط اور جوانی کی سی سختی لئے ہوئے۔ آخر عمر میں آپ کی کھال کہیں سے بھی نہیں لٹکی نہ آپ کے جسم پر جھریاں پڑیں۔

آپ کا رنگ

رنگم چو گندم است و بمو فرق بین ست
زاں ساں کہ آمدست در اخبار سرورم

آپ کا رنگ گندمی اور نہایت اعلیٰ درجہ کا گندمی تھا۔ یعنی اس میں ایک نورانیت اور سرخی جھلک مارتی تھی اور یہ چمک جو آپ کے چہرہ کے ساتھ وابستہ تھی عارضی نہ تھی بلکہ دائمی۔ کبھی کسی صدمہ، رنج، ابتلا، مقدمات اور مصائب کے وقت آپ کا رنگ زرد ہوتے نہیں دیکھا گیا۔ اور ہمیشہ چہرہ مبارک کندن کی طرح دمکتا رہتا تھا۔ کسی مصیبت اور تکلیف نے اس چمک کو دور نہیں کیا۔ علاوہ اس چمک اور نور کے آپ کے چہرہ پر ایک بشاشت اور تبسم ہمیشہ رہتا تھا اور دیکھنے والے کہتے تھے کہ اگر یہ شخص مفتری ہے اور دل میں اپنے تئیں جھوٹا جانتا ہے تو اس کے چہرہ پر بشاشت اور خوشی اور فتح اور طمانیتِ قلب کے آثار کیونکر ہو سکتے ہیں۔ یہ نیک ظاہر کسی بد باطن کے ساتھ وابستہ نہیں رہ سکتا۔ اور ایمان کا نور بدکار کے چہرہ پر درخشندہ نہیں ہو سکتا۔ آتھم کی پیشگوئی کا آخری دن آ گیا اور جماعت میں لوگوں کے چہرے پژمردہ ہیں اور دل سخت منقبض ہیں۔ بعض لوگ ناواقفی کے باعث مخالفین سے اس کی موت پر شرطیں لگا چکے ہیں۔ ہر طرف سے اُداسی کے آثار ظاہر ہیں۔ لوگ نمازوں میں چیخ چیخ کر رو رہے ہیں کہ اے خداوند ہمیں رسوا مت کریو۔ غرض ایسا کہرام مچ رہا ہے کہ غیروں کے رنگ بھی فق ہو رہے ہیں۔ مگر یہ خدا کا شیر گھر سے نکلتا ہے۔ ہنستا ہوا اور جماعت کے سربرآوردوں کو (بیت الذکر) میں بلاتا ہے مسکراتا ہوا۔ ادھر حاضرین کے دل بیٹھے جاتے ہیں۔ ادھر وہ کہہ رہا ہے کہ لو پیش گوئی پوری ہوگئی۔ اطلع اللّٰہ علی همه وغمه۔ مجھے الہام ہوا۔ اس نے حق کی طرف رجوع کیا، حق نے اس کی طرف رجوع کیا۔ کسی نے اس کی بات مانی نہ مانی، اس نے اپنی سنا دی اور سننے والوں نے اس کے چہرہ کو دیکھ کر یقین کیا کہ یہ سچا ہے۔ ہم کو غم کھا رہا ہے اور یہ بے فکر اور بے غم مسکرا مسکرا کر باتیں کر رہا ہے۔ اس طرح کہ گویا حق تعالیٰ نے آتھم کے معاملہ کا فیصلہ اسی کے اپنے ہاتھ میں دے دیا۔ اور پھر اس نے آتھم کا رجوع اور بے قراری دیکھ کر خود اپنی طرف سے مہلت دیدی اور اب اس طرح خوش ہے جس طرح ایک دشمن کو مغلوب کر کے ایک پہلوان پھر محض اپنی دریا دلی سے خود ہی اسے چھوڑ دیتا ہے کہ جاؤ ہم تم پر رحم کرتے ہیں۔ ہم مرے کو مارنا اپنی ہتک سمجھتے ہیں۔

لیکھرام کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ مخبروں نے فوراً اتہام لگانے شروع کئے۔ پولیس میں تلاشی کی درخواست کی گئی۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس یکایک تلاشی کے لئے آ موجود ہوئے۔ لوگ الگ کر دیئے گئے اندر کے باہر، باہر کے اندر نہیں جا سکتے۔ مخالفین کا یہ زور کہ ایک حرف بھی تحریر کا مشتبہ نکلے تو پکڑ لیں مگر آپ کا یہ عالم کہ وہی خوشی اور مسرت چہرہ پر ہے اور خود پولیس افسروں کو لیجا لیجا کر اپنے بستے اور کتابیں تحریریں اور خطوط اور کوٹھریاں اور مکان دکھا رہے ہیں۔ کچھ خطوط اُنہوں نے مشکوک سمجھ کر اپنے قبضہ میں بھی کر لئے ہیں مگر یہاں وہی چہرہ ہے اور وہی مسکراہٹ۔ گویا نہ صرف بیگناہی بلکہ ایک فتح مبین اور اتمام حجت کا موقع نزدیک آتا جاتا ہے۔ برخلاف اس کے باہر جو لوگ بیٹھے ہیں ان کے چہروں کو دیکھو وہ ہر ایک کنسٹبل کو باہر نکلتے اور اندر جاتے دیکھ دیکھ کر سہمے جاتے ہیں۔ ان کا رنگ

فق ہے ان کو یہ معلوم نہیں کہ اندر تو وہ جس کی آبرو کا انہیں فکر ہے خود افسروں کو بلا بلا کر اپنے بستے اور اپنی تحریریں دکھلا رہا ہے اور اس کے چہرے پر ایک مسکراہٹ ایسی ہے جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اب حقیقت پیش گوئی کی پورے طور پر کھلے گی اور میرا دامن ہر طرح کی آلائش اور سازش سے پاک ثابت ہوگا۔

غرض یہی حالت تمام مقدمات، ابتلاؤں، مصائب اور مباحثات میں رہی اور یہ وہ اطمینانِ قلب کا اعلیٰ اور اکمل نمونہ تھا جسے دیکھ کر بہت سی سعید روحیں ایمان لے آئیں تھیں۔

آپ کے بال

آپ کے سر کے بال نہایت باریک، سیدھے، چکنے، چمکدار اور نرم تھے اور مہندی کے رنگ سے رنگین رہتے تھے۔ گھنے اور کثرت سے نہ تھے بلکہ کم کم۔ اور نہایت ملائم تھے۔ گردن تک لمبے تھے۔ آپ نہ سر منڈواتے تھے۔ نہ خشخاش یا اس کے قریب کترواتے تھے بلکہ اتنے لمبے رکھتے جیسے عام طور پر پٹے رکھے جاتے ہیں۔ سر میں تیل بھی ڈالتے تھے۔ چنبیلی یا حنا وغیرہ کا۔ یہ عادت تھی کہ بال سوکھے نہ رکھتے تھے۔

ریش مبارک

آپ کی ڈاڑھی اچھی گھندار تھی، بال مضبوط موٹے اور چمکدار سیدھے اور نرم، حنا سے سرخ رنگے ہوئے تھے۔ ڈاڑھی کو لمبا چھوڑ کر حجامت کے وقت فاضل آپ کتروا دیتے تھے یعنی بے ترتیب اور ناہموار نہ رکھتے تھے بلکہ سیدھی نیچے کو اور برابر رکھتے تھے۔ ڈاڑھی میں بھی ہمیشہ تیل لگایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک پھنسی گال پر ہونے کی وجہ سے وہاں سے کچھ بال پورے بھی کتروائے تھے اور وہ تبرک کے طور پر لوگوں کے پاس اب تک موجود ہیں۔ ریش مبارک تینوں طرف چہرہ کے تھی اور بہت خوبصورت۔ نہ اتنی کم کہ چھدری اور نہ صرف ٹھوڑی پر ہو نہ اتنی کہ آنکھوں تک بال پہنچیں۔

وسمہ مہندی

ابتداء ایام میں آپ وسمہ اور مہندی لگایا کرتے تھے...... آخری دنوں میں میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی نے ایک وسمہ تیار کر کے پیش کیا تھا وہ لگاتے تھے۔ اس سے ریش مبارک میں سیاہی آ گئی تھی۔ مگر اس کے علاوہ ہمیشہ برسوں مہندی پر ہی اکتفا کی جو اکثر جمعہ کے جمعہ یا بعض اوقات اور دنوں میں بھی آپ نائی سے لگوایا کرتے تھے۔

ریش مبارک کی طرح موچھوں کے بال بھی مضبوط اور اچھے موٹے اور چمکدار تھے۔ آپ لبیں کترواتے تھے۔ مگر نہ اتنی کہ جو وہابیوں کی طرح مونڈی ہوئی معلوم ہوں نہ اتنی لمبی کہ ہونٹ کے کنارے سے نیچی ہوں۔

جسم پر آپ کے بال صرف سامنے کی طرف تھے۔ پشت پر نہ تھے اور بعض اوقات سینہ اور پیٹ کے بال آپ مونڈ دیا کرتے تھے۔ یا کتروا دیتے تھے۔ پنڈلیوں پر بہت کم بال تھے اور جو تھے وہ نرم اور چھوٹے۔ اس طرح ہاتھوں کے بھی۔

چہرۂ مبارک

آپ کا چہرہ کتابی یعنی معتدل لمبا تھا اور حالانکہ عمر شریف ۷۰ اور ۸۰ کے درمیان تھی پھر بھی جھریوں کا نام ونشان نہ تھا اور نہ متفکر اور غصہ ور طبیعت والوں کی طرح پیشانی پر شکن کے نشان نمایاں تھے۔ رنج، فکر، تردد یا غم کے آثار چہرہ پر دیکھنے کی بجائے زیارت کنندہ اکثر تبسم اور خوشی کے آثار ہی دیکھتا تھا۔

آپ کی آنکھوں کی سیاہی، سیاہی مائل شربتی رنگ کی تھی۔ اور آنکھیں بڑی بڑی تھیں مگر پپوٹے اس وضع کے تھے کہ سوائے اس وقت کے جب آپ ان کو خاص طور پر کھولیں ہمیشہ قدرتی غضِ بصر کے رنگ میں رہتی تھیں۔ بلکہ جب مخاطب ہو کر بھی کلام فرماتے تھے تو آنکھیں نیچی ہی رہتی تھیں اسی طرح جب

مردانہ مجالس میں بھی تشریف لے جاتے تو بھی اکثر ہر وقت نظر نیچے ہی رہتی تھی۔ گھر میں بیٹھتے تو اکثر آپ کو یہ نہ معلوم ہوتا کہ اس مکان میں اور کون کون بیٹھا ہے۔ اس جگہ یہ بات بھی بیان کے قابل ہے کہ آپ نے کبھی عینک نہیں لگائی اور آپ کی آنکھیں کام کرنے سے کبھی نہ تھکتی تھیں۔ خدا تعالیٰ کا آپ کے ساتھ حفاظتِ عین کا ایک وعدہ تھا جس کے ماتحت آپ کی چشمانِ مبارک آخر وقت تک بیماری اور تکان سے محفوظ رہیں۔ البتہ پہلی رات کا ہلال آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں نظر نہیں آتا۔ ناک حضرت اقدس کی نہایت خوبصورت اور بلند بالا تھی۔ پتلی، سیدھی، اونچی اور موزوں نہ پھیلی ہوئی تھی نہ موٹی۔ کان (آپ) کے متوسط یا متوسط سے ذرا بڑے۔ نہ باہر کو بہت بڑھے ہوئے نہ بالکل سر کے ساتھ لگے ہوئے۔ قلمی آم کی قاش کی طرح اوپر سے بڑے نیچے سے چھوٹے۔ قوت شنوائی آپ کی آخر وقت تک عمدہ اور خدا کے فضل سے برقرار رہی۔

رخسار مبارک آپ کے نہ پچکے ہوئے اندر کو تھے نہ اتنے موٹے کہ بہت باہر کو نکل آویں۔ نہ رخساروں کی ہڈیاں ابھری ہوئی تھیں۔ بھنویں آپ کی الگ الگ تھیں۔ پیوستہ ابرو نہ تھے۔

پیشانی اور سر مبارک

پیشانی مبارک آپ کی سیدھی اور بلند اور چوڑی تھی اور نہایت درجہ کی فراست اور ذہانت آپ کے جبین سے ٹپکتی تھی۔ علم قیافہ کے مطابق ایسی پیشانی بہترین نمونہ اعلیٰ صفات اور اخلاق کا ہے۔ یعنی جو سیدھی ہو آگے کو نکلی ہوئی نہ پیچھے کو دھسی ہوئی۔ اور بلند ہو یعنی اونچی اور کشادہ ہو اور چوڑی ہو۔ بعض پیشانیاں گو اونچی ہوں مگر چوڑان ماتھے کی تنگ ہوتی ہے۔ آپ میں یہ تینوں خوبیاں جمع تھیں اور پھر یہ خوبی کہ چین جبیں بہت کم پڑتی تھی۔ سر آپ کا بڑا تھا، خوبصورت بڑا تھا اور علم قیافہ کی رو سے ہر سمت سے پورا تھا، یعنی لمبا بھی تھا، چوڑا بھی تھا، اونچا بھی اور سطح اوپر کی، اکثر حصہ ہموار اور پیچھے سے بھی گولائی درست تھی۔ آپ کی کنپٹی کشادہ تھی اور آپ کی کمال عقل پر دلالت کرتی تھی۔

لب مبارک

آپ کے لب مبارک پتلے نہ تھے۔ مگر تاہم ایسے موٹے بھی نہ تھے کہ برے لگیں۔ دہانہ آپ کا متوسط تھا۔ اور جب بات نہ کرتے ہوں تو منہ کھلا نہ رہتا تھا۔ بعض اوقات مجلس میں جب خاموش بیٹھے ہوں تو آپ عمامہ کے شملہ سے دہان مبارک ڈھک لیا کرتے تھے۔

دندان مبارک آپ کے آخر عمر میں کچھ خراب ہو گئے تھے۔ یعنی کیڑا بعض ڈاڑھوں کو لگ گیا تھا۔ جس سے کبھی کبھی تکلیف ہو جاتی تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک ڈاڑھ کا سرا ایسا نوکدار ہو گیا تھا کہ اس سے زبان میں زخم پڑ گیا تو ریتی کے ساتھ اس کو گھسوا کر برابر بھی کرایا تھا۔ مگر کبھی کوئی دانت نکلوایا نہیں۔ مسواک آپ اکثر فرمایا کرتے تھے۔

پیر کی ایڑیاں آپ کی بعض دفعہ گرمیوں کے موسم میں پھٹ جایا کرتی تھیں۔ اگرچہ گرم کپڑے سردی گرمی برابر پہنتے تھے۔ تاہم گرمیوں میں پسینہ بھی خوب آجاتا تھا مگر آپ کے پسینہ میں کبھی بو نہیں آتی تھی......

گردن مبارک

آپ کی گردن متوسط لمبائی اور موٹائی میں تھی۔ آپ اپنے مطاع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ان کی اتباع میں ایک حد تک جسمانی زینت کا خیال ضرور رکھتے تھے۔ غسل جمعہ، حجامت، حنا، مسواک، روغن اور خوشبو، کنگھی اور آئینہ کا استعمال برابر مسنون طریق پر آپ فرمایا کرتے تھے۔ مگر ان باتوں میں انہماک آپ کی شان سے بہت دور تھا۔

(سیرۃ المہدی از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب جلد ۲ صفحہ ۱۱۹ تا ۱۲۵)

مشعلِ راہ

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ کی طرف توجہ دیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

''اپنی روحانیت کو بڑھانے کی طرف توجہ دیتے رہنا چاہیے اور اس زمانے میں جو صحیح طریقے ہمیں دین کو سمجھنے کے لئے بتائے وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ہی بتائے ہیں۔ اس لئے آپ علیہ السلام کی کتب پڑھنے کی طرف بھی بہت توجہ دینی چاہیے۔ یہ بات بھی صحبت صادقین کے زمرے میں آتی ہے کہ آپ علیہ السلام کے علم کلام سے فائدہ اٹھایا جائے''۔

مزید فرمایا: ''اس زمانے میں جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ دعاؤں کے ساتھ ساتھ حضرت اقدس مسیح موعود کی تفاسیر اور علم کلام سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ اگر قرآن کو سمجھنا ہے یا احادیث کو سمجھنا ہے تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی کتب کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔ یہ تو بڑی نعمت ہے ان لوگوں کے لئے جن کو اردو پڑھنی آتی ہے کہ تمام کتابیں اردو میں ہیں۔ اکثریت اردو میں ہیں، چند ایک عربی میں بھی ہیں۔ پھر جو پڑھے لکھے نہیں ان کے لئے (بیوت الذکر) میں درسوں کا انتظام موجود ہے ان میں بیٹھنا چاہیے اور درس سننا چاہیے''۔

صحبت صالحین

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

''ایک حدیث میں روایت ہے اور بہت اہم ہے جس کی طرف والدین کو بھی توجہ دینی چاہیے اور ایسے نوجوانوں کو بھی جو نوجوانی میں قدم رکھ رہے ہوتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے''۔ یعنی دوست کے اخلاق کا اثر انسان پر ہوتا ہے۔ ''اس لئے اسے غور کرنا چاہیے کہ وہ کسے دوست بنا رہا ہے'' (سنن ابی داؤد۔ کتاب الادب) تو والدین کو بھی نگرانی رکھنی چاہیے اور یہ نگرانی سختی سے نہیں رکھنی چاہیے۔ بلکہ بچوں سے بے تکلف ہوں، کئی دفعہ پہلے بھی میں اس بارے میں کہہ چکا ہوں۔ اکثر کہتا رہتا ہوں کہ اس مغربی معاشرے میں بلکہ آج کل تو مغرب کا اثر، دجالی قوتوں کا اثر، شیطان کے حملوں کا اثر، رابطوں میں آسانی یا سہولت کی وجہ سے ہر جگہ ہو چکا ہے تو میں یہ کہہ رہا ہوں شیطان کے ان حملوں کا مقابلہ کرنے کے لئے والدین کو اپنے بچوں سے ایک دوستانہ ماحول پیدا کرنا ہو گا اور پیدا کرنا چاہیے خاص طور پر ان ملکوں میں جو نئے آنے والے ہوتے ہیں۔ وہ شروع میں تو نرمی

دکھاتے ہیں اس کے بعد زیادہ سخت ہوجاتے ہیں۔ وہ تصور نہیں کہ بچوں سے بھی دوستی پیدا کی جا سکتی ہے تو ان کو پھر یہ احساس دلانا چاہیے یہ ماحول پیدا کر کے کہ اچھا کیا ہے اور برا کیا ہے۔ بچے کو بچپن سے پتہ لگے پھر جوانی میں پتہ لگے۔ ایک عمر میں آ کے والدین خود بچوں سے باتیں کرتے ہوئے جھجکتے ہیں۔ یہ بھی غلط ہے۔ ان کو دین کی طرف لانے کے لئے، دین کی اہمیت ان کے دلوں میں پیدا کرنے کے لئے انہیں خدا سے ایک تعلق پیدا کروانا ہوگا۔ اس کے لئے والدین کو دعاؤں کے ساتھ ساتھ بڑی کوشش کرنی چاہیے۔ اور اس وقت تک یہ کام نہیں ہوگا جب تک والدین کا شمار خود صادقوں میں نہ ہو"۔

مزید فرمایا:-

"ایک بچہ جو پندرہ سال سولہ سال کی عمر تک بڑا اچھا ہوتا ہے جماعت سے بھی تعلق ہوتا ہے، نظام سے بھی تعلق ہوتا ہے، اطفال الاحمدیہ کی تنظیم میں بھی حصہ لے رہا ہوتا ہے۔ جب وہ پندرہ سولہ سال کی عمر کو پہنچتا ہے تو پھر ایک دم پیچھے ہٹنا شروع ہوجاتا ہے اور پھر ہٹتا چلا جاتا ہے، یہاں تک کہ ایسی بھی شکایتیں آئیں کہ ایسے بچے ماں باپ سے علیحدہ بھی ہوگئے اور پھر بعض بچیاں بھی اس طرح ضائع ہوجاتی ہیں۔ جن کا بہرحال افسوس ہوتا ہے تو اگر والدین شروع سے ہی اس بات کا خیال رکھیں تو یہ مسائل پیدا نہ ہوں"۔

سوچ سمجھ کر دوست بنانے چاہئیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

"پھر بچوں کو بھی میں کہتا ہوں کہ اپنے دوست سوچ سمجھ کر بناؤ۔ یہ نہ سمجھو کہ والدین تمہارے دشمن ہیں یا کسی سے روک رہے ہیں بلکہ سولہ سترہ سال کی عمر ایسی ہوتی ہے کہ خود ہوش کرنی چاہیے، دیکھنا چاہیے کہ ہمارے جو دوست ہیں بگاڑنے والے تو نہیں، اللہ تعالیٰ سے دور لے جانے والے تو نہیں ہیں۔ کیونکہ جو اللہ تعالیٰ سے دور لے جانے والے ہیں وہ تمہارے خیر خواہ نہیں ہوسکتے۔ تمہارے ہمدرد نہیں ہوسکتے، تمہارے سچے دوست نہیں ہوسکتے۔ اور ایک احمدی بچے کو تو کیونکہ صادقوں کی صحبت سے فائدہ اٹھانا ہے اس لئے یاد رکھیں کہ یہ گروہ شیطان کا گروہ ہے صادقوں کا گروہ نہیں اس لئے ایسے لوگوں میں بیٹھ کے اپنی بدنامی کا باعث نہ بنیں، ایسے بچوں یا نوجوانوں سے دوستی لگا کے اپنے خاندان کی بدنامی کا باعث نہ بنیں اور ہمیشہ نظام سے تعلق رکھیں۔ نظام جو بھی آپ کو سمجھاتا ہے آپ کی بہتری اور بھلائی کے لئے سمجھاتا ہے۔ نمازوں کی طرف توجہ دیں۔ قرآن پڑھنے کی طرف توجہ دیں اللہ تعالیٰ ہمارے ہر بچے کو ہر شیطانی حملے سے بچائے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱ رجون ۲۰۰۴ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۲۵ رجون تا یکم جولائی ۲۰۰۴ء سے چند اقتباسات)

مجالس کے آداب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:-

''ایک احمدی کو روحانیت سے بھی حصہ ملا ہے۔ اسے اس خلق کی ادائیگی کی طرف خاص طور پر بہت توجہ دینی چاہیے۔ پھر مجالس کی بھی کئی قسمیں ہیں کچھ مجلسیں دنیاداری کے لئے لگتی ہیں اور کچھ مجلسیں دین کی خاطر ہوتی ہیں۔ لیکن ایک مومن کے لئے دنیاوی مجالس بھی اگر وہ اللہ تعالیٰ کے خوف، خشیت اور تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے لگائی جائیں تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والی بن جاتی ہیں۔

قرآن کریم میں مجلسیں لگانے والوں کے لئے مختلف انداز میں نصیحت کی گئی ہے۔ کہیں فرمایا کہ تمہاری مجلسیں دینی غرض کے لئے ہوں یا دنیاوی غرض کے لئے ہوں، دنیاوی منفعت کے لئے ہوں، جو بھی مجالس ہوں، ہمیشہ یاد رکھو ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھو۔ اگر تم میرے بندے ہو تو تمہارے منہ سے صرف اچھی بات ہی نکلنی چاہیے۔ ہمیشہ یَقُولُوا الَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ کا ہی حکم ہے۔ کیونکہ اگر یہ نہیں کرو گے تو تمہارے معاشرے میں، تمہاری مجالس میں ہمیشہ شیطان فساد پیدا کرتا رہے گا۔ اور یاد رکھو کہ شیطان کی فطرت میں ہے کہ اس نے تمہاری دشمنی کرنی ہی کرنی ہے۔ اس لئے تمہیں چاہیے کہ اپنے گھر میں، اپنی بیوی بچوں کے ساتھ مجلس لگا کر بیٹھے ہو یا اپنے خاندان کے کسی فنکشن میں اکٹھے ہو یا کاروباری مجلس میں ہو یا دینی مجلس میں ہو۔ ذیلی تنظیموں کے اجلاسوں میں ہو یا اجتماعات میں ہو، جہاں بھی تم ہو کوئی ایسی بات کرو گے جو دل کو جلانے والی ہو، کسی بھی قسم کی طنزیہ بات ہو یا تم اس مجلس کے آداب اور اصولوں کی پابندی نہیں کر رہے تو ضرور وہاں فساد پیدا ہوگا اور شیطان یہی چاہتا ہے۔ اس لئے اگر تم صحیح مومن ہو تو اپنی زبان سے اور اپنے عمل سے اس فساد سے بچنے کی کوشش کرتے رہو''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶؍جولائی ۲۰۰۴ء۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۳۰؍جولائی تا ۱۲؍اگست ۲۰۰۴ء)

لہو ولعب کی مجالس سے اجتناب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور جب تم کسی قوم کی مجلس میں جاؤ اور انہیں اپنے مزاج کی باتیں کرتے پاؤ تو وہاں ٹھہرو اور اگر وہ ایسی باتوں میں مشغول ہوں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو تو اس مجلس کو چھوڑ دیا کرو۔

(مسند احمد اول مسند الکوفیین حدیث حرملۃ العنبری)

تو یہاں بھی مختلف قسم کے لوگ ہیں، مختلف ملکوں سے آئے ہوئے ہیں، ان یورپین ممالک میں بھی اور دوسرے ملکوں میں بھی آج کل تو معاشرہ اتنا مکس اپ ہو گیا ہے، آپ سے تعلق بھی بنتے ہیں، رابطے بھی ہوتے ہیں تو ایسے رابطوں کا یہ مطلب

ہرگز نہیں کہ ایسی دوستیاں اب قائم ہو جائیں اور دوستیاں بڑھانے کی خاطر ان لوگوں کی ہر قسم کی فضول مجلسوں میں بھی شامل ہوا جائے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا کہ جہاں مزاج کے مطابق بات نہ ہو۔ اس مجلس سے اٹھ جانا چاہیے۔ جہاں صرف شور شرابا اور 'ہوہا' ہو رہا ہے۔ بلاوجہ غل غپاڑا مچایا جا رہا ہے۔ یہاں نوجوانوں میں اکثر بلاوجہ شور مچانے کی عادت ہے۔ پھر غلط قسم کی لڑکوں اور لڑکیوں کی دوستیاں ہیں تو ان سے ہمارے نوجوانوں کو چاہیے کہ بچیں ان لوگوں میں تو یہ عادت اس وجہ سے بھی ہے کہ ان کو دین کا پتہ کچھ نہیں، ان کا دین کا خانہ خالی ہے۔ ان کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے مزے کا نہیں پتہ، اس لئے وہ اپنی باتوں میں، اس شور شرابے میں، سکون اور سرور تلاش کر رہے ہوتے ہیں۔ مگر ہمارے نوجوانوں کو ہمارے لوگوں کو تو اللہ تعالیٰ سے ملنے کے راستے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس زمانے میں سکھا دیئے ہیں۔ اس لئے ہمیشہ ایسی مجلسیں جو لہو و لعب کی مجلسیں ہوں، فضول قسم کی مجلسیں ہوں اور تاش گانے وغیرہ کی مجلسیں ہوں، شراب وغیرہ کی مجلسیں ہوں، ان سے بچتے رہنا چاہیے۔ اگر انسانیت کی ہمدردی ہے تو یہ کوشش ضرور کرنی چاہیے کہ ان لوگوں کو بھی ان چیزوں سے بچانے کے لئے صحت مند کھیلوں کی طرف لائیں۔ لیکن ان سے متاثر ہونے کی ضرورت نہیں"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶؍ جولائی ۲۰۰۴ء۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۳۰؍ جولائی تا ۱۲؍ اگست ۲۰۰۴ء)

کھانے میں سادگی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:-

......قناعت کے یہ معیار ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھائے۔ ہم آجکل عمدہ عمدہ کھانے کھانے کے بعد بھی یہ نخرے کر رہے ہوتے ہیں کہ اس میں نمک زیادہ ہے، اس میں مرچ کم ہے یا اس میں مرچ زیادہ ہے، اس میں ہزاروں قسم کے نقص نکال رہے ہوتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کریں کہ اس زمانے میں ہمیں ایسی خوراک میسر ہے۔ آجکل یہ نہیں کہ صرف آدمی سرکہ ہی کھائے، جیسا کہ میں نے پہلے کہا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا چاہیے اور ان سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیے لیکن شکر ادا کرتے ہوئے اور شکر کے جذبات پہلے سے زیادہ بڑھنے چاہئیں۔

......آجکل ایک فیشن ہے چھری کانٹے سے کھانے کا وہ تو خیر کوئی حرج نہیں کھالینا چاہیے لیکن اس فیشن میں کیونکہ یہاں کے لوگ بائیں ہاتھ سے کانٹا پکڑ کر کھاتے ہیں اس لئے بائیں ہاتھ سے کھایا جاتا ہے۔ اس بارے میں بھی احمدیوں کو جو (دینی) تعلیم ہے اس پر عمل کرنا چاہیے۔ رعبِ دجال میں آنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 14 تا 20 مئی 2004ء)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(مکرم وسیم شاہد صاحب۔لاہور)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دس خوش قسمت صحابہ میں شامل ہیں جنھیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا میں ہی جنت کی بشارت دے دی تھی۔

(الاصابہ جلد ۴ صفحہ ۳۴۶ ،معجم الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۱۴۳)

پیدائش

عام الفیل کے دس سال بعد ۵۸۱ء میں پیدا ہوئے۔آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں دس سال چھوٹے تھے۔آپ کے والد کا نام عوف اور والدہ کا نام شفاء تھا۔مسلمان ہونے سے پہلے آپ کا نام عبدالکعبہ یا عبد عمرو تھا۔اسلام لانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام عبدالرحمٰن رکھا۔آپ کی کنیت ابومحمد تھی۔

قبول اسلام

آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دارارقم میں داخل ہونے سے پہلے ہی اسلام قبول کرلیا تھا۔اس طرح آپ اوّلین اسلام قبول کرنے والوں میں شامل ہوتے ہیں۔

(الاصابہ جلد ۴ صفحہ ۳۴۶)

ہجرت

بعثت نبوی کے پانچویں سال ۶۱۶ء میں پہلی مرتبہ مسلمانوں نے کفار کی مخالفت اور ظلم سے تنگ آکر حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ہجرت کرنے والوں میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔کفار نے وہاں بھی پیچھا کیا اور ہجرت کرنے والوں کو واپس لانے کے لئے حبشہ کے بادشاہ کے پاس قاصد بھیجا۔وہاں سے ناکامی کے بعد انہوں نے مشہور کردیا کہ مکہ کے سب لوگ مسلمان ہوگئے۔اس خبر سے کچھ مسلمان خوشی میں واپس آگئے۔ان میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔وہاں پہنچ کر سچائی کا علم ہوا،تو پھر واپس حبشہ چلے گئے۔

(الطبقات الکبریٰ جلد ۳ صفحہ ۱۲۵)

ہجرت مدینہ اور مواخات

ہجرت مدینہ کے بعد مواخات کے موقعہ پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو حضرت سعد بن الربیع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھائی بنایا۔حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا تمام مال گن کر نصف حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے رکھ دیا اور جوش محبت میں یہاں تک کہہ دیا کہ میری دو بیویاں ہیں ایک کو میں طلاق دے دیتا ہوں،عدت کے بعد تم اس سے شادی کرلینا (ظاہر ہے کہ دونوں جانتے تھے کہ یہ ممکن نہیں) حضرت عبدالرحمٰن نے جواب دیا کہ یہ سب کچھ اللہ تمھیں مبارک کرے مجھے بازار کا راستہ بتادو۔چنانچہ آپ نے تجارت شروع کردی اور جلد ہی مدینہ کے امیر کبیر آدمی بن گئے۔

زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ آپ نے مدینہ کی ایک لڑکی سے

شادی کر لی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کے کپڑوں پر زعفران کا رنگ دیکھا (جو عربوں کے دستور کے مطابق شادی کی علامت سمجھا جاتا تھا) تو دریافت فرمایا کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ اس پر آپ نے جواب دیا کہ میں نے شادی کر لی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق مہر کیا دیا ہے؟ حضرت عبدالرحمٰن نے جواب دیا کہ: کھجور کی ایک گٹھلی کے برابر سونا دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ

یعنی اب تو ولیمہ کی دعوت کرنی ہوگی۔ خواہ صرف ایک بکری کے گوشت کی کیوں نہ کی جائے۔

(بخاری کتاب المناقب باب اِخاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

غزوات میں شمولیت

آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے۔ (الطبقات الکبریٰ جلد۲ صفحہ ۱۲۸)

غزوہ بدر میں ابوجہل (عمرو بن ہشام) کے قتل کا واقعہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ: جب عام جنگ شروع ہوئی تو میں نے اپنے دائیں بائیں نظر ڈالی مگر کیا دیکھتا ہوں کہ انصار کے دونو جوان لڑکے میرے پہلو بہ پہلو کھڑے ہیں انہیں دیکھ کر میرا دل کچھ بیٹھ سا گیا کیوں کہ ایسی جنگوں میں دائیں بائیں کے ساتھیوں پر لڑائی کا بہت انحصار ہوتا تھا اور وہی شخص اچھی طرح لڑ سکتا ہے جس کے پہلو محفوظ ہوں۔ مگر عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں اس خیال میں ہی تھا کہ ان لڑکوں میں سے ایک نے مجھ سے آہستہ سے پوچھا کہ گویا وہ دوسرے سے اپنی بات مخفی رکھنا چاہتا ہے۔ کہ چچا وہ ابوجہل کہاں ہے جو مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ دیا کرتا تھا۔ میں نے اپنے آپ سے عہد کیا ہوا ہے کہ میں اُسے قتل کروں گا یا قتل کرنے کی کوشش میں مارا جاؤں گا۔ میں نے ابھی اس کا جواب نہ دیا تھا کہ دوسری طرف سے دوسرے نے بھی اسی طرح آہستہ سے یہی سوال کیا میں ان کی یہ جرأت دیکھ کر حیران سا رہ گیا۔ کیونکہ ابوجہل گویا سردار لشکر تھا اور اس کے چاروں طرف آزمودہ کار سپاہی جمع تھے میں نے ہاتھ سے اشارہ کر کے کہا کہ وہ ابوجہل ہے۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میرا اشارہ کرنا تھا کہ وہ دونوں بچے باز کی طرح جھپٹے اور دشمن کی صفیں کاٹتے ہوئے ایک آن کی آن میں وہاں پہنچ گئے اور اس تیزی سے وار کیا کہ ابوجہل اور اس کے ساتھی دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے اور ابوجہل خاک پر تھا۔ عکرمہ بن ابوجہل بھی اپنے باپ کے ساتھ تھا۔ وہ اپنے باپ کو تو بچا نہ سکا مگر اس نے پیچھے سے معاذ پر ایسا وار کیا کہ بایاں بازو کٹ کر لٹکنے لگ گیا۔ معاذ نے عکرمہ کا پیچھا کیا مگر وہ بچ کر نکل گیا۔ چونکہ کٹا ہوا بازو لڑنے میں مزاحم ہوتا تھا۔ معاذ نے اسے زور کے ساتھ کھینچ کر اپنے جسم سے الگ کر دیا اور پھر لڑنے لگ گئے۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب قتل ابی جھل بحوالہ سیرت خاتم النبیین ﷺ صفحہ ۳۶۳)

مالی وسعت اور انفاق فی سبیل اللہ

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تجارت میں اس قدر ترقی کی کہ ایک عظیم الشان دولت کے مالک ہوگئے، یہاں تک کہ ایک دفعہ ان کا تجارتی قافلہ مدینہ آیا تو اس میں سات سو اونٹ پر صرف گندم اور دوسری اشیائے خوردنی لدی

ہوئیں تھیں آپ نے یہ پورا قافلہ مع اسباب وسامان بلکہ اونٹ اور کجاوہ تک راہِ خدا میں وقف ہے۔ (اسد الغابہ جلد ۳ صفحہ ۳۱۶)

کثرت سے صدقہ و خیرات کیا کرتے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک ہی دن میں تیس، تیس غلام آزاد کر دیتے تھے ایک دفعہ انہوں نے اپنی زمین چالیس ہزار دینار میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ فروخت کی اور سب راہِ خدا میں لٹا دیا۔
(طبقات ابن سعد قسم اول جزو ثالث تذکرہ عبدالرحمٰن)

امام زھری سے روایت کیا جاتا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۳۱ ھ میں تمام بدری صحابہ رضوان اللہ علیھم اجمعین کے لیے، جو اس وقت زندہ تھے، چار چار سو دینار کی وصیّت کی اور اس وقت ۱۰۰ کے قریب بدری صحابہ زندہ موجود تھے۔
(الاصابہ جلد ۴ صفحہ ۳۴۹)

امہات المومنین کے لیے بھی ایک باغ کی وصیّت کی جو چار لاکھ درہم میں فروخت ہوا نیز اس سے پہلے مختلف موقعوں پر بڑی بڑی رقمیں پیش کیں، ایک دفعہ ایک جائیداد پیش کی جو چالیس ہزار دینار میں فروخت ہوئی تھی۔ (الاصابہ جلد ۴ صفحہ ۱۷۷)

سعادت

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں اترنے والے چار اصحاب میں سے ایک تھے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی تیاری کی۔ (الطبقات الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۳۰۰)

وفات

آپ کی وفات ۳۱ ھ میں ہوئی اور ۷۲ سال عمر پائی، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن کیے گئے۔ (الاصابہ جلد ۴ صفحہ ۳۴۹)

دعا کرنا کام ہمارا

رہتا ہے لندن میں خدا کا ایک پیارا
اس سے ہر بندھن باندھا ہم نے وہی محبوب ہمارا
ہر دکھ میں یہ نظر اُٹھتی ہے بس اس کی طرف ہی
ہر اک الجھن میں بس وہی ہے دل کا سہارا
اُتری ہے اس کی محبت دل پر صورت الہام
ہے رات دن اس کے لیے دعا کرنا کام ہمارا
اِدھر اس لب سے نکلی اور اُدھر تقدیرِ خدا ہوئی
دکھائے کون اس کے سوا یہ حیرت بھرا نظارہ
آئے وہ اک روز ایسا بھی اے میرے دلبر
تو آئے جو وطن میں اپنے پھر دل ہونہال ہمارا
تیرے ہی عشق میں جینا اور مرنا مقصد ہے اب
یہ دل کا چمن بس تیری ہی دعاؤں نے نکھارا
(عطاء الرفیق عطا۔ کھاریاں)

اعلان ولادت

☆ مکرم نصیب احمد صاحب معتمد مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 30 اگست 2004ء کو ایک بیٹے کے بعد بیٹی سے نوازا ہے، جس کا نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت ''عروسہ'' عطا فرمایا ہے۔

نومولودہ مکرم محمد حنیف بٹ صاحب کی پوتی اور مکرم ضیاء الدین بٹ صاحب کی نواسی ہے۔ نومولودہ وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ اس کے نیک، خادمہ دین ہونے اور لمبی فعال زندگی کے لیے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

کلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بدظنی سے بچو

اگر دِل میں تمہارے شر نہیں ہے — تو پھر کیوں ظنِّ بد سے ڈر نہیں ہے

کوئی جو ظنِّ بد رکھتا ہے عادت — بدی سے خود وُہ رکھتا ہے اِرادت

گمانِ بد شیاطیں کا ہے پیشہ — نہ اہلِ عِفّت و دِیں کا ہے پیشہ

تمہارے دِل میں شیطاں دے ہے بچّے — اِسی سے ہیں تمُہارے کام کچّے

وُہی کرتا ہے ظنِّ بد بِلا رَیب — کہ جو رکھتا ہے پردہ میں وُہی عیب

وُہ فاسق ہے کہ جس نے رہ گنْوایا — نظر بازی کو اِک پیشہ بنایا

مگر عاشق کو ہرگز بد نہ کہیو! — وہاں بدظنّیوں سے بچ کے رہیو

اگر عُشّاق کا ہو پاک دامَن — یقیں سمجھو کہ ہے تریاق دامَن

مگر مُشکل یہی ہے درمیاں میں — کہ گُل بے خار کم ہیں بوستاں میں

تمُھیں یہ بھی سُناؤں اس بیاں میں — کہ عاشق کس کو کہتے ہیں جہاں میں

وُہ عاشق ہے کہ جس کو حسبِ تقدیر — محبّت کی کماں سے آ لگا تیر

نہ شہوت ہے نہ ہے کچھُ نفس کا جوش — ہوا اُلفت کے پیمانوں سے مدہوش

لگی سینہ میں اُس کے آگ غم کی
نہیں اُس کو خبر کچھُ پیچ و خم کی

(درثمین)

نظام خلافت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ افریقہ سے کامیاب مراجعت پر لجنہ اماء اللہ برطانیہ کی طرف سے استقبالیہ تقریب منعقدہ یکم مئی ۲۰۰۴ء میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

جب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ اب آپ کی واپسی کا وقت قریب ہے اور ایک مقبرہ قائم کیا جائے جس میں اعلیٰ معیار والے اور قربانی کرنے والے لوگوں کی تدفین ہوگی تو اس وقت آپ نے ''رسالہ الوصیت'' کے نام سے ایک رسالہ لکھا۔ اس میں آپ فرماتے ہیں کہ:-

''اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی، جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا، جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی''۔

''اصل میں اللہ تعالیٰ کو اپنے پیاروں کی عزت کا بڑا خیال رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اپنا ایک کام ہے جو بعض لوگوں کے ذریعہ سے کرواتا ہے اور انبیاء کو جو دنیا میں بھیجتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے پیارے ہوتے ہیں ان کے ذریعہ سے وہ دنیا میں اپنی تعلیم اور اپنا نظام قائم کرنا چاہتا ہے اور پھر انبیاء کے بعد ان کے ماننے والوں کے ذریعہ اور پھر خلافت کے ذریعہ سے وہ نظام جاری رہتا ہے اور ترقی کرتا چلا جاتا ہے''

(رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۵)

ہم نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کو، اس خوشخبری کو ہمیشہ گزشتہ سو سال میں سچا ہوتے دیکھا اور دیکھتے رہے۔ خلافت اولیٰ کے وقت لوگوں کا خیال تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات ہوگئی ہے اب احمدیت چند دن کی مہمان ہے۔

پھر خلافت ثانیہ میں جب اندرونی فتنہ بھی اٹھا اور ایسے لوگ جو خلافت کے منکر تھے ان کو پیغامی بھی کہا جاتا ہے اور لاہوری بھی اور غیر مبایعین بھی، انہوں نے بڑا زور لگایا کہ انجمن اب حقدار ہونی چاہیے نظام جماعت کو چلانے کی اور خلافت کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت مصلح موعود کی عمر اس وقت صرف ۲۴ سال تھی اور بڑے بڑے پڑھے لکھے علماء اور دین کا علم رکھنے والے اور جو اس وقت

احمدیت کے نظام جماعت کے ستون سمجھے جاتے تھے وہ سب علیحدہ ہو گئے اور کچھ لوگ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ساتھ رہے۔ لیکن ہم نے دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا ۵۲ سالہ دور خلافت ہر روز ترقی کی نئی منزل طے کرتا تھا۔ آپ کے دور میں افریقہ میں بھی مشن کھلے، یورپ میں بھی مشن کھلے اور خلافت کے دس سال بعد ہی یہاں لندن میں آپ نے اس (بیت الذکر) کی بنیاد رکھی۔

پھر خلافت ثالثہ کا دور آیا۔ اس میں بھی خاص طور پر افریقن ممالک میں اور ان افریقن ممالک میں جو انگلستان کی کالونیز ہیں کسی زمانے میں، ان میں احمدیت خوب پھلی اور کافی حد تک Establish ہوگئی۔

پھر خلافت رابعہ کے دور میں ہم نے ہر روز ترقی کا ایک نیا سورج چڑھتا دیکھا۔ افریقہ میں بھی، یورپ میں بھی، ایشیا میں بھی۔ پھر MTA کے ذریعہ سے دنیا کے کونے کونے تک جماعت کی آواز پھیلی تو یہ ترقیات جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ دوسری قدرت کا آنا ضروری ہے کیونکہ وہ دائمی ہے اور ہمیشہ رہنے والی ہے اور ہمیشہ وہی چیزیں رہا کرتی ہیں جو اپنی ترقی کی منازل طے کرتی چلی جائیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت سے وابستگی کی وجہ سے جماعت ترقی کرتی چلی گئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ منصب دیا تو باوجود اس خوف کے جو میرے دل میں تھا کہ جماعت کس طرح چلے گی، اللہ تعالیٰ نے خود ہر چیز اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اور جو ترقی کا قدم جس رفتار سے بڑھ رہا تھا اسی طرح بڑھتا چلا گیا اور چلتا چلا جا رہا ہے کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے خدا کا یہ وعدہ ہے کہ میں تیری جماعت کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے زمین کے کناروں تک پہنچ رہی ہے اور لوگ جوق در جوق اس میں شامل بھی ہو رہے ہیں۔

اصل میں اللہ تعالیٰ کو اپنے پیاروں کی عزت کا بڑا خیال رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اپنا ایک کام ہے جو بعض لوگوں کے ذریعہ سے کرواتا ہے اور انبیاء کو جو دنیا میں بھیجتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے پیارے ہوتے ہیں ان کے ذریعہ سے وہ دنیا میں اپنی تعلیم اور اپنا نظام قائم کرنا چاہتا ہے اور پھر انبیاء کے بعد ان کے ماننے والوں کے ذریعہ اور پھر خلافت کے ذریعہ سے وہ نظام جاری رہتا ہے اور ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔

اب افریقہ کے ممالک ہیں۔ دو ممالک ایسے ہیں جہاں گذشتہ دس پندرہ سال میں جماعت احمدیہ قائم ہوئی اور ایک آدمی سوچ سکتا ہے کہ ٹھیک ہے غریب لوگ ہیں انہوں نے جماعت کو مان لیا لیکن شاید بھیڑ چال میں مان لیا ہو۔ لیکن جب آپ وہاں جا کر دیکھتے ہیں تو پتہ لگتا ہے کہ جس فراست سے اور روشن دماغی سے اور نور یقین کے ساتھ انہوں نے جماعت کو، احمدیت کو قبول کیا ہے وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی اگر دی جائے تو یہ حالت میسر آ سکتی ہے۔ مرد، عورتیں، بچے مختلف طبقات میں سے جماعت میں شامل ہوئے۔ کچھ احمدیت میں شامل ہونے سے پہلے پیگنز (Pagans) تھے، لا مذہب تھے۔ کچھ عیسائیت میں سے

آئے، کچھ مسلمانوں میں سے آئے۔ غرض مختلف مذاہب میں سے احمدیت میں شامل ہوئے اور اتنا جوش اور ایمان ہے ان کے اندر کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ اور پھر اس یقین سے دل بھر جاتا ہے اور تسلی ہوتی ہے کہ یہ واقعی خدا تعالیٰ کی جماعت ہے اور خدا تعالیٰ نے ہی ان کے دلوں کو پھیرا ہے۔ ایک جوش، ایک جذبہ، ایک محبت تھی جوان کی آنکھوں میں سے ٹپک رہی ہوتی تھی خلیفۂ وقت کے لئے۔

عموماً دیکھا گیا ہے کہ عورتوں میں خاص طور پر ایسے طبقے جو اَن پڑھ ہوں ان میں مذہب کا اتنا خیال نہیں ہوتا۔ لیکن ان عورتوں میں بھی اس قدر مذہب کا عزت و احترام تھا اور اس پر عمل کرنے کی کوشش اس حد تک بھی وہ کرتی تھیں کہ وہ نہیں چاہتی تھیں کہ کوئی بھی ذریعہ جس سے وہ فائدہ اٹھا سکیں، ضائع ہو۔ اسی طرح خلیفۂ وقت سے محبت کا جو اظہار ان کی آنکھوں میں نظر آتا تھا کوئی کہہ نہیں سکتا تھا کہ یہ اَن پڑھ لوگ ہیں۔

بہت ریموٹ (Remote) علاقے کے دور دراز گاؤں کے جہاں سڑکیں بھی نہیں پہنچی ہوئیں وہاں سے تکلیفیں اٹھا کر صرف دیکھنے کے لئے سفر کر کے آئے۔ تو یہ صرف اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اللہ تعالیٰ کے وہ وعدے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کئے کہ میں تیری جماعت قائم کروں گا جو نیک لوگوں کی جماعت ہوگی اور دنیا پر غالب آئے گی۔

(مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۳۰ رجولائی تا ۱۲ راگست ۲۰۰۴ء)
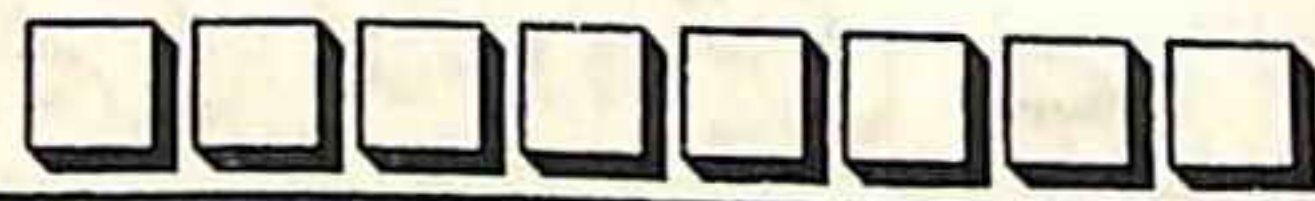
اعلان ولادت

☆ مکرم و محترم اکبر احمد صاحب مہتمم مال مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 24 راگست 2004ء کو بیٹے سے نوازا ہے، جس کا نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت ''تانیس احمد'' عطا فرمایا ہے۔

نومولود مکرم اشرف احمد صاحب مرحوم کا پوتا اور مکرم محمد سلطان صاحب مرحوم کا نواسہ ہے۔ نومولود وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ اس کے نیک، خادم دین ہونے اور لمبی فعال زندگی کے لیے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم رانا سلطان احمد صاحب ڈرائیور مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے بیٹے عطاء القدوس خان آف کوئٹہ کو 11 راگست 2004ء کو تیسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ''ذکی احمد'' نام عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم رانا محمد اعظم صاحب کا نواسہ ہے اور رانا محبّ الرحمٰن صاحب (مرحوم) چک نمبر 88 ج ب کا پڑپوتا ہے۔ بچے کے نیک، خادم دین اور صحت و سلامتی والی لمبی عمر پانے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

شورشِ بربط و نے

پہلی آواز

اب سعی کا امکاں اور نہیں پرواز کا مضموں ہو بھی چکا
تاروں پہ کمندیں پھینک چکے، مہتاب پہ شبخوں ہو بھی چکا
اب اور کسی فردا کے لئے ان آنکھوں سے کیا پیماں کیجئے
کس خواب کے جھوٹے افسوں سے تسکینِ دلِ ناداں کیجئے
شیرینیٔ لب، خوشبوئے دہن، اب شوق کا عنواں کوئی نہیں
شادابیٔ دل، تفریحِ نظر، اب زیست کا درماں کوئی نہیں
جینے کے فسانے رہنے دو، اب ان میں اُلجھ کر کیا لیں گے
اِک موت کا دھندا باقی ہے، جب چاہیں گے نپٹا لیں گے
یہ تیرا کفن، وہ میرا کفن، یہ میری لحد، وہ تیری ہے

دوسری آواز

ہستی کی متاعِ بے پایاں، جاگیر تری ہے نہ میری ہے
اس بزم میں اپنی مشعلِ دل، بسمل ہے تو کیا، رُخشاں ہے تو کیا
یہ بزم چراغاں رہتی ہے، اِک طاق اگر ویراں ہے تو کیا
افسردہ ہیں گر ایام ترے، بدلا نہیں مسلکِ شام و سحر
ٹھہرے نہیں موسمِ گل کے قدم، قائم ہے جمالِ شمس و قمر
آباد ہے وادیٔ کاکل لب، شاداب و حسیں گلگشتِ نظر
مقسوم ہے لذتِ دردِ جگر، موجود ہے نعمتِ دیدۂ تر
اس دیدۂ تر کا شکر کرو، اس ذوقِ نظر کا شکر کرو
اس شام و سحر کا شکر کرو، ان شمس و قمر کا شکر کرو

پہلی آواز

گر ہے یہی مسلکِ شمس و قمر، ان شمس و قمر کا کیا ہوگا
رعنائی شب کا کیا ہوگا، اندازِ سحر کا کیا ہوگا
جب خونِ جگر برفاب بنا، جب آنکھیں آہن پوش ہوئیں
اِس دیدۂ تر کا کیا ہوگا، اس ذوقِ نظر کا کیا ہوگا
جب شعر کے خیمے راکھ ہوئے، نغموں کی طنابیں ٹوٹ گئیں
یہ ساز کہاں سر پھوڑیں گے، اس کلکِ گہر کا کیا ہوگا
جب کنج قفس مسکن ٹھہرا، اور جیب و گریباں طوق و رسن
آئے کہ نہ آئے موسمِ گل، اس دردِ جگر کا کیا ہوگا

دوسری آواز

یہ ہاتھ سلامت ہیں جب تک، اس خوں میں حرارت ہے جب تک
اس دل میں صداقت ہے جب تک اس نطق میں طاقت ہے جب تک
اِن طوق و سلاسل کو ہم تم، سکھلائیں گے شورشِ بربط و نے
وہ شورش جس کے آگے زبوں ہنگامۂ طبلِ قیصر و کے
آزاد ہیں اپنے فکر و عمل بھرپور خزینہ ہمت کا
اک عمر ہے اپنی ہر ساعت، امروز ہے اپنا ہر فردا
یہ شام و سحر یہ شمس و قمر، یہ اختر و کوکب اپنے ہیں
یہ لوح و قلم، یہ طبل و علم، یہ مال و حشم سب اپنے ہیں

فیض احمد فیض

از دست صبا

تکبر کیا چیز ہے؟

مجھ سے سمجھ لو کہ مَیں خدا کی روح سے بولتا ہوں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

''اس لئے مَیں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تکبر سے بچو کیونکہ تکبر ہمارے خداوند ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے۔ مگر تم شاید نہیں سمجھو گے کہ تکبر کیا چیز ہے پس مجھ سے سمجھ لو کہ مَیں خدا کی روح سے بولتا ہوں۔

ہر ایک شخص جو اپنے بھائی کو اِس لئے حقیر جانتا ہے کہ وہ اس سے زیادہ عالم یا زیادہ عقلمند یا زیادہ ہنرمند ہے وہ متکبر ہے کیونکہ وہ خدا کو سرچشمہ عقل اور علم کا نہیں سمجھتا اور اپنے تئیں کچھ چیز قرار دیتا ہے۔ کیا خدا قادر نہیں کہ اُس کو دیوانہ کر دے اور اُس کے اُس بھائی کو جس کو وہ چھوٹا سمجھتا ہے اُس سے بہتر عقل اور علم اور ہنر دیدے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنے کسی مال یا جاہ وحشمت کا تصور کر کے اپنے بھائی کو حقیر سمجھتا ہے وہ بھی متکبر ہے کیونکہ وہ اس بات کو بھول گیا ہے کہ یہ جاہ وحشمت خدا نے ہی اس کو دی تھی اور وہ اندھا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ وہ خدا قادر ہے کہ اُس پر ایک ایسی گردش نازل کرے کہ وہ ایک دم میں اسفل السافلین میں جا پڑے اور اس کے اس بھائی کو جس کو وہ حقیر سمجھتا ہے اس سے بہتر مال و دولت عطا کر دے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنی صحت بدنی پر غرور کرتا ہے یا اپنے حسن اور جمال اور قوت اور طاقت پر نازاں ہے اور اپنے بھائی کا ٹھٹھے اور استہزا سے حقارت آمیز نام رکھتا ہے اور اُس کے بدنی عیوب لوگوں کو سناتا ہے وہ بھی متکبر ہے اور وہ اس خدا سے بے خبر ہے کہ ایک دم میں اُس پر ایسے بدنی عیوب نازل کرے کہ اس بھائی سے اس کو بدتر کر دے اور وہ جس کی تحقیر کی گئی ہے ایک مدت دراز تک اس کے قویٰ میں برکت دے کہ وہ کم نہ ہوں اور نہ باطل ہوں کیونکہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ایسا ہی وہ شخص بھی جو اپنی طاقتوں پر بھروسہ کر کے دعا مانگنے میں سست ہے وہ بھی متکبر ہے کیونکہ قوتوں اور قدرتوں کا سرچشمہ کو اُس نے شناخت نہیں کیا اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھا ہے۔ سو تم اے عزیزو ان تمام باتوں کو یاد رکھو ایسا نہ ہو کہ تم کسی پہلو سے خدا تعالیٰ کی نظر میں متکبر ٹھہر جاؤ اور تم کو خبر نہ ہو۔

ایک شخص جو اپنے ایک بھائی کے ایک غلط لفظ کی تکبر کے ساتھ تصحیح کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک شخص جو اپنے بھائی کی بات کو تواضع سے سننا نہیں چاہتا اور منہ پھیر لیتا ہے اُس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک غریب بھائی جو اس کے پاس بیٹھا ہے اور وہ کراہت کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک شخص جو دعا کرنے والے کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتا ہے اُس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ اور وہ جو خدا کے ماموراور مرسل کی پوری طور پر اطاعت کرنا نہیں چاہتا اُس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اُس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل وعیال سمیت نجات پاؤ۔ خدا کی طرف جھکو اور جس قدر دنیا میں کسی سے محبت ممکن ہے تم اُس سے کرو۔ اور جس قدر دنیا میں کسی سے انسان ڈر سکتا ہے تم اپنے خدا سے ڈرو۔ پاک دل ہو جاؤ اور پاک ارادہ اور غریب اور مسکین اور بے شر تا تم پر رحم ہو''۔ (نزول المسیح، روحانی خزائن جلد نمبر ۱۸ صفحہ نمبر ۴۰۲، ۴۰۳)

OOOOOOOOOOOOO

حضرت میاں کرم الٰہی صاحب لدھیانوی

(مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب۔ نوکوٹ سندھ)

پیدائش: ۱۸۴۲ء بیعت: ۲؍اگست ۱۸۹۱ء وفات ۲۱؍اگست ۱۹۲۰ء

حضرت میاں کرم الٰہی صاحب آرائیں قوم سے تعلق رکھتے تھے اور پولیس میں ملازم تھے۔ آپ کی پیدائش تقریباً ۱۸۴۲ء کی ہے۔ آپ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے خادموں میں سے تھے اور ۲؍اگست ۱۸۹۱ء کو حضور کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ رجسٹر بیعت میں آپ کی بیعت اس طرح درج ہے۔

''۲؍اگست ۱۸۹۱ء کرم الٰہی ولد حسو ساکن لدھیانہ قوم آرائیں ملازم پولیس''

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں آپ کا تذکرہ محفوظ ہے۔ ۱۸۹۲ء میں جماعت احمدیہ کے دوسرے جلسہ سالانہ میں آپ بھی شریک ہوئے حضور علیہ السلام نے شرکاء جلسہ کی فہرست ''آئینہ کمالات ......'' میں درج فرمائی ہے۔ اس میں حضرت میاں صاحب کا نام ۵۶ ویں نمبر پر موجود ہے۔ اسی طرح حضور علیہ السلام کی کتاب آریہ دھرم اور کتاب البریہ میں مندرج جماعت کے پاک ممبروں کی فہرستوں میں بھی آپ کا نام موجود ہے سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ کا نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے کبار ۳۱۳ رفقاء میں شامل فرمایا ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی کو پورا کرتے ہیں۔ ۳۱۳ رفقائے کرام کی فہرست میں آپ کا نام ۴۹ ویں نمبر پر اس طرح درج ہے۔ ۴۹...... میاں کرم الٰہی صاحب لودیانہ

(انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد نمبر ۱۱ صفحہ ۳۲۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ وابستگی اور اخلاص کو ظاہر کرتا ہے اور آپ کے اس مخلصانہ اور عقیدت مندانہ برتاؤ کے نتیجے میں حضور علیہ السلام بھی آپ سے بے پناہ محبت رکھتے تھے۔ حضرت عبدالکریم صاحب سکنہ عثمان پور ریاست جنید حضور علیہ السلام کے ساتھ اپنی پہلی محبت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

''حضور نے عاجز کا وطن پوچھا میں نے عرض کی کہ سامانہ کے قریب ایک گاؤں ہے حضور نے فرمایا کہ یوسف بیگ سامانوی کا انتقال کیسے ہوگیا۔ عاجز نے عرض کیا کہ میں لدھیانہ میں ملازم ہوں مجھے ان کا کوئی پتہ نہیں۔ ان کے بعد میاں کرم الٰہی صاحب لدھیانوی کا ذکر دریافت کرتے رہے......''

(رجسٹر روایات نمبر ۵ صفحہ ۱۰۰)

(حضرت مرزا یوسف بیگ صاحب سامانوی علاقہ پٹیالہ بھی ۳۱۳ رفقاء میں سے ہیں۔ آپ نے ۲۳؍مارچ ۱۸۸۹ء کو لدھیانہ میں بیعت کی سعادت پائی۔ آپ کا نام رجسٹر اولیٰ میں ۳۹ ویں نمبر پر ہے، جلد ہی آپ کے سارے خاندان نے بھی بیعت کر لی۔ تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد نمبر ۱۵ صفحہ ۲۱۵ تا ۲۱۷ میں آپ کے متعلق نشان کا ذکر کیا ہے)

حضرت میاں کرم الٰہی صاحب سلسلہ کی مالی معاونت میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور مسابقت کے اس میدان میں آپ کسی سے پیچھے نہ رہتے۔ جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء کے موقع پر ایک

فہرست ان رفقاء کے چندہ کی تیار کی گئی جو مطبع کے لئے چندہ بھیجتے رہیں گے آپ ان چندہ دہندگان میں شامل ہوئے۔ فہرست میں ۴۳ویں نمبر پر آپ کا نام موجود ہے۔

(آئینہ کمالات...... روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۶۳۳)

اس طرح جلسہ ڈائمنڈ جوبلی جون ۱۸۹۷ء میں بھی احباب جماعت نے سلسلہ کی ضروریات کے لئے چندہ دیا۔ حضرت میاں کرم الٰہی صاحب اس جلسہ میں تو شامل نہ ہو سکے لیکن آپ نے اس موقع پر چندہ بھجوایا۔ آپ کا نام جلسہ احباب، روحانی خزائن جلد نمبر ۱۲ صفحہ ۳۱۲ پر ۲۸۴ویں نمبر پر موجود ہے۔ اس طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے قادیان میں حضرت صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانی کے مکان کی تعمیر کے لئے چندے کی تحریک فرمائی آپ نے بھی حضور علیہ السلام کی اس آواز پر لبیک کہا اور اس کار خیر میں بھی حصہ ڈالا۔

(الحکم ۱۷ نومبر ۱۸۹۹ء صفحہ ۷ کالم ۳)

حضرت میاں کرم الٰہی صاحب نے تقریباً ۷۸ سال کی عمر میں ۲۱ اگست ۱۹۲۰ء کو لدھیانہ میں وفات پائی۔ آپ موصی تھے۔ آپ کی وفات پر الفضل میں درج ذیل اعلان شائع ہوا۔

ملا کرم الٰہی صاحب ساکن چھاؤنی لدھیانہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بہت پرانے اور مخلص خدام میں سے اور سلسلہ کے سرگرم خادم تھے انتقال کر گئے۔ آپ کا جنازہ لدھیانہ سے قادیان لایا گیا اور بہشتی مقبرہ میں دفن کیا گیا۔

(الفضل ۲ ستمبر ۱۹۲۰ء صفحہ ۲)

آپ کی اہلیہ مسمات فاطمہ بیگم صاحبہ بھی ایک دیندار اور مخلص خاتون تھیں۔ ۱۹۱۵ء میں نظام وصیت کے ساتھ منسلک ہوئیں اور ۴ جون ۱۹۲۹ء کو وفات پا کر بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئیں۔

دِل ہی تو ہے

دِل ہی تو ہے، نہ سنگ و خشت، درد سے بھر نہ آئے کیوں
روئیں گے ہم ہزار بار، کوئی ہمیں ستائے کیوں

دَیر نہیں، حرم نہیں، دَر نہیں، آستاں نہیں
بیٹھے ہیں رہ گذر پہ ہم، غیر ہمیں اُٹھائے کیوں

جب وہ جمالِ دل فروز صورتِ مہرِ نیم روز
آپ ہی ہو نظارہ سوز پردے میں مُنہ چھپائے کیوں

دشنۂ غمزہ جاں سِتاں، ناوکِ ناز بے پناہ
تیرا ہی عکسِ رُخ سہی سامنے تیرے آئے کیوں

قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں

حُسن اور اُس پہ حُسنِ ظن، رہ گئی بُو الہوس کی شرم
اپنے پہ اعتماد ہے غیر کو آزمائے کیوں

واں وہ غرورِ عزّ و ناز، یاں یہ حجابِ پاس وضع
راہ میں ہم ملیں کہاں، بزم میں وہ بُلائے کیوں

ہاں وہ نہیں خُدا پرست، جاؤ وہ بے وفا سہی
جس کو ہو دین و دل عزیز اُس کی گلی میں جائے کیوں

غالبؔ خستہ کے بغیر کون سے کام بند ہیں
روئیے زار زار کیا؟ کیجیے ہائے ہائے کیوں؟

(مرزا اسد اللہ خان غالب)

نظام وصیت

(مکرم سید طاہر محمود ماجد صاحب۔ معاون ناظر مجلس کارپرداز)

دین حق نے جو عبادات فرض کی ہیں ان کے بجالائے بغیر تو کوئی انسان نجات اخروی پانے کا حق نہیں رکھتا لیکن ان عبادات کے علاوہ بندے کی اخلاقی اور روحانی قدروں کو بلند کرنے اور اسے خدا تعالیٰ کا برگزیدہ اور مقرب بنانے کے لئے (دین حق) نے کچھ طوعی قربانیاں اور عبادات بھی مقرر فرمائی ہیں۔ ان قربانیوں میں سے ایک وہ مالی قربانی ہے جو وصیت کے چندے کی صورت میں دی جاتی ہے۔ آخری زمانے کے لوگ چونکہ اس طوعی قربانی سے عملاً غافل ہو چکے تھے اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ نے اس قربانی کو بھی خاص طور پر زندہ کیا۔

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی وفات کے متعلق الہامات ہونے شروع ہوئے تو آپ نے ۲۰؍دسمبر ۱۹۰۵ء کو ایک نہایت ہی اہم اور پُرشوکت تصنیف ''الوصیت'' شائع فرمائی۔ حضرت اقدس نے اس کتاب میں اپنی وفات کے متعلق الہامات اور وحی درج فرماتے ہوئے جماعت کے جملہ افراد کو مواعظ اور نصائح فرمائیں ہیں۔ اتفاق، اتحاد کی تلقین فرماتے ہوئے اخلاق تقویٰ اور دعاؤں پر زور دیا۔ قدرت ثانیہ کے قیام کے لئے پُرشوکت الفاظ میں جماعت کو خوشخبری عطا فرمائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

''مجھے ایک جگہ دکھلا دی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے تب ایک مقام پر اُس نے پہنچ کر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے اور ایک جگہ مجھے دکھائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں''۔ (الوصیت صفحہ ۱۹)

اس قبرستان کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بڑی بشارتیں عطا ہوئیں مگر عملی طور پر اس کشف کی تکمیل حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی وفات پر ہوئی اور حضور نے اس قبرستان کا انتظام فرمایا۔ چونکہ حضور کو اپنی وفات کے متعلق ۱۹۰۵ء کے اختتام میں کثرت سے وحی ہونا شروع ہوگئی تھی اس لئے اس قسم کا قبرستان بنانے کے لئے اور اس میں دفن ہونے کے لئے وحی خفی نے اس قسم کی شرائط عائد کردیں جس کا مقصد اشاعت دین حق، خدمت قرآن اور غلبہ دین حق برادیان باطلہ کے لئے ایک مستقل اور فعال جماعت کی تاسیس تھا چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:-''چونکہ اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا اُنْزِلَ فِیْھَا کُلُّ رَحْمَةٍ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اُس سے حصہ نہیں۔ اس لئے خدا نے میرا دل اپنی وحی خفی سے اس طرف مائل کیا کہ ایسے قبرستان کے لئے ایسے شرائط لگا دیئے جائیں کہ وہی لوگ اس میں داخل ہوسکیں جو اپنے صدق اور کامل راست بازی کی وجہ سے ان شرائط کے پابند ہوں''۔ (الوصیت صفحہ ۲۰)

''اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیت کرے کہ

اس کی موت کے بعد دسواں حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت (دین حق) اور (اشاعت) احکام قرآن میں خرچ ہوگا اور ہر ایک صادق کامل الایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دے لیکن اس سے کم نہیں ہوگا اور یہ مالی آمدنی ایک بادیانت اور اہل علم انجمن کے سپرد رہے گی"۔ (الوصیت صفحہ ۲۱)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس قبرستان میں دفن ہونے کے لئے شرائط کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:-

"اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو سچا اور صاف (مومن) ہو"۔ (الوصیت ۲۲)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تحریک "الوصیت" کو اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو دراصل یہ قربانی آیت اِنَّ صَلٰوتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ کی تصویر ناطق ہے۔ یہ وصیت مال کی قربانی ہے، جذبات کی قربانی ہے، اپنے اندر ایک اخلاقی انقلاب پیدا کرنے کی قربانی ہے، خدمت دین حق کے لئے مستقل اور دائمی انتظام کرنے کی قابل عمل سکیم ہے انفرادی اور اجتماعی تربیت کے لئے ایک بہترین متحدہ پلیٹ فارم ہے۔ یہ وہ عظیم الشان علمی، عملی، اخلاقی، مالی اور روحانی سکیم ہے جس کے ذریعہ دین حق کے خلاف تمام منصوبوں اور سازشوں کو کلیۃً ختم کرنا مقدر تھا۔ خدمت دین حق اور اشاعت قرآن کریم کے لئے اکناف عالم میں مراکز قائم کرتے ہوئے امیر اور غریب کی تمیز کو دور کرتے ہوئے احساس کمتری کی خطرناک اور موذی مرض کا ازالہ کرنا تھا۔

چونکہ نظام وصیت کے ذریعہ دین حق کے مفاد کے لئے ایک تعمیری انقلاب کی مہم جاری ہونی تھی اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:-

"پس اے دوستو! دنیا کا نظام نہ مسٹر چرچل بنا سکتے ہیں نہ روز ویلٹ۔ یہ اٹلانٹک چارٹر کے دعوے سب ڈھکوسلے ہیں اور اس میں کئی نقائص، کئی عیوب اور کئی خامیاں ہیں۔ نئے نظام وہی لاتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں مبعوث کئے جاتے ہیں جن کے دلوں میں نہ امیر کی دشمنی ہوتی ہے نہ غریب کی بے جا محبت ہوتی ہے جو نہ مشرقی ہوتے ہیں نہ مغربی وہ خدا تعالیٰ کے پیغمبر ہوتے ہیں اور وہی تعلیم پیش کرتے ہیں جو امن قائم کرنے کا حقیقی ذریعہ ہوتی ہے۔ پس آج وہی تعلیم امن قائم کرے گی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ آئی ہے اور جس کی بنیاد الوصیت کے ذریعہ ۱۹۰۵ء میں رکھ دی گئی ہے"۔ (نظام نو صفحہ ۱۱۳)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں تا آئندہ کی نسلیں ایک ہی جگہ ان کو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں"۔ (الوصیت صفحہ ۲۳)

مبارک ہیں وہ جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام الوصیت کو عملی جامہ پہناتے ہوئے خدا اور اس کے رسول اور عصر حاضر کے مامور کی خوشنودی حاصل کرتے ہیں اور اشاعت دین حق کا باعث ہوتے ہیں۔

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:- "وصیت کا معاملہ نہایت ہی اہم معاملہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے ایسی خصوصیت بخشی ہے اور اللہ تعالیٰ کے خاص الہامات کے ماتحت اسے قائم کیا ہے کہ کوئی مومن اس کی اہمیت اور عظمت کا انکار نہیں کرسکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قائم کردہ سارا نظام ہی آسمانی اور خدائی اور الہامی نظام ہے جو خدا تعالیٰ کے خاص الہام کے ماتحت قائم کیا گیا ہے"۔ (خطبہ جمعہ ۱۴ مئی ۱۹۲۸ء) ■

(کچھ انگریزی ادب سے)

بات چیت کے انداز

(سر فرانسس بیکن کے مضمون Of Discourse سے ماخوذ)

(ترجمہ مکرم حافظ محمد ظفر اللہ صاحب۔ اسلام آباد)

سر فرانسس بیکن (Francis Bacon) انگریزی ادب کے مایہ ناز مضمون نگار 1561ء کو لندن میں پیدا ہوئے۔ کیمبرج سے تعلیم حاصل کی۔ آپ اپنی شخصیت میں ایک فلاسفر، مضمون نگار، اور وکیل کو سموئے ہوئے تھے۔ مزید برآں مختلف سیاسی و سماجی خدمات بھی سرانجام دیتے رہے۔ بیکن کا طرز تحریر مختصر مگر جامع، نپا تلا، اور جچا ہوا ہونے کے ساتھ ساتھ دنیوی تجربات سے مرصع گردانا جاتا ہے۔ جس زمانے میں آپ مضامین قلمبند کر رہے تھے اس وقت ابھی انگریزی کو ایک مکمل زبان کی حیثیت حاصل نہ تھی۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ وہ شخص جو انگریزی کا بہترین مضمون نگار سمجھا جاتا تھا، خود اپنی ذات میں انگریزی کے مستقبل میں اس کے الگ سے ایک زبان ہونے کی بابت شک میں تھا۔

"Of Discourse" میں بیکن بات چیت کے مختلف انداز بیان کرنے کے ساتھ ساتھ چند زریں اصولوں کی طرف بھی توجہ دلا رہے ہیں۔ ذیل میں اس مضمون کا رواں ترجمہ پیش خدمت ہے۔

"بعض لوگ جب بات کرتے ہیں تو ان کے مدنظر اپنے علم کی دھاک بٹھانا ہوتا ہے اور وہ کسی بھی قسم کی دلیل لانے سے دریغ نہیں کرتے گویا کہ کلام کا اصل مقصد معیاری بات کی بجائے، بات کو حکیمانہ انداز سے پیش کرنا ہو جبکہ انسان کا مطمح نظر سچائی کی تلاش ہونی چاہیے۔ ہر کوئی اپنے دائرہ کار میں مہارت رکھتا ہے نیز ہر کوئی ہر فن مولیٰ نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے بعض لوگ ہمیشہ خاص موضوعات پر ہی بات کرتے ہیں اور لوگوں کی اکتاہٹ کا باعث بنتے ہیں۔ اگر لوگ اس بات کو جان جائیں کہ فلاں شخص کو ان چیدہ باتوں کے علاوہ کسی بات کا علم نہیں تو وہ اس کا مذاق بھی اڑانے لگ جاتے ہیں۔ آپس کی بات چیت میں دوسرے کو بولنے کا موقعہ دینا خاصی اہمیت کا حامل ہے۔ تھوڑی بات کرنا اور پھر دوسرے کو بولنے کا موقعہ دے دینا، اور پھر دوبارہ بجائے خود زیادہ بولنے کے کسی اور کو کلام کی دعوت دینے سے گفتگو ایک دلچسپ صورت اختیار کر لیتی ہے۔ انسان چاہے عام کلام کرے یا کوئی تقریر، اسے چاہیے کہ اپنے مضمون کو مختلف پیرایوں میں بیان کرے اور اپنی تقریر کو نہ صرف دلائل سے مرصع کرے بلکہ مضمون سے متعلقہ واقعات اور شستہ مزاح کو بھی شامل کرلے۔ اگر لوگوں کو اپنے خیالات پہنچانا مقصود ہوں تو ان کی رائے بھی ضرور پوچھی جائے کیونکہ اگر وہ ایسا نہ کرے گا تو لوگ اس کی بات کو توجہ سے نہ سنیں گے اور اس طرح وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو پائے گا۔

جہاں تک بات میں مزاح کی ملونی کا تعلق ہے بعض چیزیں ایسی ہیں جن سے گریز کرنا چاہیے۔ جیسا کہ کسی کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانا، حکومتی فیصلوں پر بے لگام تبصرہ، معاشرہ کی مقدس شخصیات کو مذاق کا نشانہ بنانا اور کسی کی قابل افسوس حالت پر ہنسنا۔ عام طور پر ایک شخص کو طنز اور مزاح میں فرق کرنا

چاہیے۔ایک شخص جو دوسروں کو مذاق کا نشانہ بنانے کا عادی ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ لوگ اس سے سہمے رہتے ہیں، عین ممکن ہے کہ ایک دن انہیں لوگوں میں سے کوئی اس کولا جواب کردے۔

ایک شخص جو کسی بات کے معلوم نہ ہونے پر کسی صاحب علم سے پوچھ لیتا ہے وہ اپنے علم میں اضافہ کرنے کے ساتھ ساتھ ایک قابل اعتماد شخصیت کی صورت میں ابھرتا ہے۔خاص طور پر جب سوال کسی متعلقہ آدمی سے پوچھا جائے تو وہ زیادہ فائدہ مند ثابت ہوتا ہے کیونکہ جواب دینے والا مہارت اور عمدگی سے جواب دے پاتا ہے۔یادرہے! کہ **سوال کرنے کا مقصد ہرگز کسی کے علم کو جانچنا نہیں ہونا چاہیے کیونکہ کسی کے علم کو پرکھنا ایک ممتحن کے علاوہ کسی کو زیب نہیں دیتا** اور اسے لازماً دوسروں کو بولنے کا موقعہ دینا چاہیے۔خیال رہے! اگر کوئی ایسا شخص ہو جسے بولتے چلے جانے کی عادت ہو اسے اس بات کا احساس دلا دینا چاہیے کہ اس کا طریق کار غلط ہے، اور اس کی جگہ دوسروں کو بھی بولنے کا موقعہ ملنا چاہیے، جیسا کہ فرانسیسی galliards (فرانسیسی رقص جو کئی اقسام کے رقصوں کا مجموعہ ہوتا ہے اور اس میں تھوڑی تھوڑی دیر بعد رقص کو بدلنے سے ناظرین کی دلچسپی قائم رکھی جاتی ہے) کے موسیقاروں کا طریقہ کار تھا۔اگر آپ سے کوئی سوال پوچھا جائے کہ جس کا جواب آپ کو نہیں آتا اور آپ چالاکی سے بات کو گول کرنے میں کامیاب ہو بھی جاؤ تو یادرکھو ایک دن آپ کی اس کمزوری سے پردہ ضرور اٹھ جائے گا۔

کلام کے دوران ذاتی قصوں کا ذکر کم ہونا چاہیے اور اگر کوئی واقعہ بیان کرنا بھی ہو تو وہ نہایت چنیدہ ہو۔میں ایک شخص کو جانتا تھا کہ اس نے کسی کے بارے میں تبصرہ کیا کہ جو شخص اپنے قصائد آپ ہی گاتا رہتا ہے اسے تھوڑی سی عقلمندی سے کام لینا چاہیے اور اس طرز عمل سے کنارہ کرنا چاہیے۔ہاں! ایک بات ایسی ہے کہ انسان اگر پس منظر میں اپنا ذکر طریقے سے کرے تو کوئی مضائقہ نہیں اور وہ ہے کسی دوسرے کی نیکی کا بیان۔خاص طور پر اگر وہ کوئی ایسی اچھائی ہو جو وہ خود بھی کرتا ہو۔**ایسی بات سے کہ جس سے دوسروں کو رنج پہنچے حتیٰ الوسع گریز کرنا چاہیے۔** کیونکہ مکالمہ ایسی طرز پر کیا جانا چاہیے جس کا کسی کی ذات سے براہ راست کوئی تعلق نہ ہو......

انسان کو مقفع، مسجع و مرتب انداز میں بات کرنے کی بجائے سادہ سی بات کرنی چاہیے کہ جسے دوسرے با آسانی سمجھ سکیں۔ ایک شخص کی سمجھ کے مطابق سادہ بات کرنا زیادہ مناسب ہے نسبتاً اچھے الفاظ میں بات کرنے کے کہ جسے دوسرا سمجھ ہی نہ سکے۔ایک لگاتار اچھی تقریر جس کے جواب میں کوئی معیاری بات نہ کی جائے، سننے والوں میں سستی کا باعث بن جاتی ہے۔اسی طرح ایک عمدہ جواب یا جوابی تقریر جو کہ تیار نہ کی گئی ہو مقرر کی کمزوریوں کو عیاں کر دیتی ہے۔جیسا کہ ہم جانوروں میں مشاہدہ کرتے ہیں کہ اکثر جسمانی لحاظ سے کمزور دکھنے والے جانور نہایت پھرتیلے ہوتے ہیں۔جیسا کہ ایک شکاری کتے اور ایک خرگوش کی آپس کی کشمکش میں نظر آتا ہے۔**حد سے زیادہ متعلقہ حوالہ جات کو اپنی تقریر میں جگہ دے دینے سے سننے والے اکتا سے جاتے ہیں، دوسری جانب اگر کوئی بالکل الٹ راہ اختیار کرتا ہے تو لوگ اس کی بات پر یقین کامل نہیں کر سکتے"۔**

(The Essays of Bacon "Of Discourse" from Penguine Classics P:160)

شوخئی تحریر

بیان پالتو جانوروں کا

(مرسلہ: مکرم طاہر احمد مختار صاحب۔ گوجرہ)

بھلا ایسا بھی کوئی گھر ہے جس میں ایک نہ ایک پالتو جانور نہ ہو۔ گائے نہیں تو بھینس، بھیڑ نہیں تو بکری، کتا نہیں تو بلی، گھوڑا نہیں تو گدھا۔ جانور پالنا بڑی اچھی بات ہے۔ یہ صرف انسان کا خاصہ ہے۔ آپ نے کبھی نہ دیکھا ہو گا کہ کسی طوطے نے خرگوش پالا ہو، کسی مرغی نے کوئی بلی پالی ہو، یا کسی گدھے نے کوئی گھوڑا پالا ہو۔ گدھا بظاہر کیسا بھی نظر آئے ایسا گدھا بھی نہیں ہوتا.........

پہلی قسم: دودھ دینے والے جانور مثلاً گائے، بھینس، بکری وغیرہ۔

دوسری قسم: دودھ پینے والے جانور مثلاً بلی، کبھی سامنے کبھی چوری چھپے۔

تیسری قسم: جو نہ دودھ دیتے ہیں نہ دودھ پیتے ہیں، مثلاً مرغی، کبوتر، طوطا وغیرہ۔

چوتھی قسم ہم بھول گئے ہیں، اس لئے اسے نظر انداز کرتے ہیں اور تھوڑا تھوڑا حال ان جانوروں کا لکھتے ہیں۔

بھینس

بہت مشہور جانور ہے، قد میں عقل سے تھوڑا بڑا ہوتا ہے، چوپایوں میں یہ واحد جانور ہے کہ موسیقی سے ذوق رکھتا ہے۔ اسی لئے لوگ اس کے آگے بین بجاتے ہیں۔ کسی اور جانور کے آگے نہیں بجاتے۔

بھینس کبھی دودھ دیتی ہے لیکن وہ کافی نہیں ہوتا۔ باقی دودھ گوالا دیتا ہے اور دونوں کے باہمی تعاون سے ہم شہریوں کا کام چلتا ہے۔ تعاون اچھی چیز ہے۔ لیکن پہلے دودھ کو چھان لینا چاہیے تاکہ مینڈک نکل جائیں۔ بھینس کا گھی بھی ہوتا ہے، بازار میں ہر جگہ ملتا ہے۔ آلوؤں، چربی اور وٹامن سے بھرپور، نشانی اس کی یہ ہوتی ہے کہ پیپے پر بھینس کی تصویر بنی ہوتی ہے اس سے زیادہ تفصیل میں نہ جانا چاہیے۔

آج کل بھینس انڈے نہیں دیتی۔ مرزا غالب کے زمانے کی بھینس دیتی تھی۔ حکیم لوگ پہلے روغن گل بھینس کے انڈے سے نکالا کرتے تھے۔ پھر دوا جتنی ہے اس کو بھی نکال لیا کرتے تھے۔ بہت سے امراض کے لئے مفید ثابت ہوتی تھی۔

گائے

رب کا شکر ادا کر بھائی
جس نے ہماری گائے بنائی

یہ شعر مولوی اسماعیل میرٹھی کا ہے۔ شیخ سعدی وغیرہ کا نہیں۔ یہ بھی خوب جانور ہے۔ دودھ کم دیتی ہے۔ عزت زیادہ کراتی ہے، پرانے خیال کے ہندو اسے ماتا جی کہہ کر پکارتے ہیں، ویسے بچھڑوں سے بھی اس کا یہی رشتہ ہوتا ہے۔

صحیح الخیال ہندو گائے کا دودھ پیتے ہیں، اس کے گوبر سے چوکا لیپتے ہیں لیکن اس کو کاٹنا اور کھانا پاپ سمجھتے ہیں۔ ان کے عقیدے میں جو گائے کو کاٹتا ہے اور کھاتا ہے۔ سیدھا نرک میں جاتا ہے، راستے میں کہیں دم نہیں لیتا۔ یہی وجہ ہے کہ گائے دودھ دینا بند کر دے تو ہندو اسے قصاب کے ہاتھ بیچ دیتے

ہیں۔قصاب مسلمان ہوتا ہے، اُسے ذبح کرتا ہے اور دوسروں کو کھلاتا ہے،تو سارے نرک میں جاتے ہیں۔ بیچنے والے کو روحانی تسکین ہوتی ہے، پیسے الگ ملتے ہیں۔

جن گائیوں کو قصاب قبول نہ کریں انہیں گؤشالاؤں میں رکھا جاتا ہے، جہاں وہ بھوکی رہ کر تپسیا کرتی ہیں، اور کووں کے ٹھونگے کھاتی پرلوک سدھارتی ہیں۔ غیر ملکی سیاح ان کے فوٹو کھینچتے ہیں، کتابوں میں چھاپتے ہیں۔ کھالیں برآمد کی جاتیں ہیں۔زرِمبادلہ کمایا جاتا ہے۔

شاستروں میں لکھا ہے کہ دنیا گائے کے سینگوں پر قائم ہے۔ گائے خود کس چیز پر کھڑی ہے۔اس کا گوبر کہاں گرتا ہے، اور پیشاب کہاں جاتا ہے۔ یہ تفصیلات بخوف طوالت شاستروں میں نہیں لکھیں۔

بھیڑ

بھیڑ کی کھال مشہور ہے، بھیڑ کی چال مشہور ہے اور بھیڑ کا مال بھی مشہور ہے۔ بہت کم بھیڑیں عمر طبعی کو پہنچتی ہیں۔

جو رشتہ شیر کا بکری سے ہم نے بیان کیا ہے وہی رشتہ بھیڑ کا بھیڑیے سے ہے۔ بھیڑیں کئی طرح کی ہوتی ہیں۔ سفید بھیڑیں، کالی بھیڑیں وغیرہ لیکن بھیڑیا سب کو ایک نظر سے دیکھتا ہے اور یکساں چاہت سے لقمہ بناتا ہے۔

اس جانور میں قربانی کا مادہ بہت ہوتا ہے اور انسان اس مادے سے بہت فائدہ اٹھاتا ہے۔ گوشت کھاجاتا ہے، کھال بیچ دیتا ہے۔

بکری

اگرچہ چھوٹی ہے ذات بکری کی لیکن دودھ یہ بھی دیتی ہے۔ عام طور پر صرف دودھ دیتی ہے لیکن مجبور کریں تو کچھ مینگنیاں بھی ڈال دیتی ہے۔

جن بکریوں کو شہرت عام اور بقائے دوام میں جگہ ملی ہے، ان میں ایک گاندھی جی کی بکری تھی اور ایک اخفش نامی بزرگ کی۔ روایت ہے کہ وہ بکری نہیں بکرا تھا، معقول صورت۔ یہ جو شاعری میں اوزان اور بحروں کی بدعت ہے یہ اخفش صاحب سے ہی منسوب کی جاتی ہے۔ بیٹھے فاعلاتن فاعلات کیا کرتے تھے۔ جہاں شک ہو تصدیق کے لئے بکرے سے پوچھتے تھے کہ کیوں ٹھیک ہے نا؟ وہ بکرا اللہ اُسے جنت میں یعنی جنت والوں کے پیٹ میں جگہ دے، سرہلا کر ان کی بات پر صاد کر دیتا تھا۔ اس بکرے کی نسل بہت پھیلی، پاکستان میں بھی پائے جاتے ہیں۔ سوتے جاگتے اس کے منہ سے یس سر، یس سر، جی حضور، بجافرمایا وغیرہ نکلتا رہتا ہے۔ اسے بات سننے اور سمجھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

جن ملکوں میں بہت انصاف ہو ان میں شیر اور بکریاں ایک گھاٹ پر پانی پینے لگتے ہیں، جس طرح علامہ اقبال کے ایک شعر میں محمود اور ایاز ایک صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس میں فائدہ یہ ہے کہ شیر پانی پینے کے بعد وہیں بکری کو دبوچ لیتا ہے، اُسے ناشتے کے لئے زیادہ دور نہیں جانا پڑتا۔

گدھا

گدھا بڑا مشہور جانور ہے۔ گدھے دو طرح کے ہوتے ہیں، چار پاؤں والے اور دو پاؤں والے۔ سینگ ان میں کسی کے سر پر نہیں ہوتے۔ آج کل چار پاؤں والے گدھوں کی نسل گھٹ رہی ہے دو پاؤں والوں کی بڑھ رہی ہے۔

گھوڑے کی شکل ایک حد تک گدھے سے ملتی ہے، بعض

لوگ گدھے گھوڑے کو برابر سمجھنے کی غلطی کر بیٹھتے ہیں۔ دونوں کو ایک تھان پر باندھتے ہیں، یا ایک لاٹھی سے ہانکنا شروع کر دیتے ہیں۔ اگر گدھا اس پر اعتراض کرے تو کہتے ہیں، سنو ذرا اس گدھے کی باتیں۔ سوچنے کی بات ہے اگر گھوڑا کسی لائق ہوتا تو حضرت عیسیٰ اس پر سواری نہ کرتے، گدھے کو کیوں پسند کرتے؟ شاعروں نے بھی گدھے کی ایک خوبی کی تعریف کی ہے۔ خرِ عیسیٰ ہو یا کوئی اور گدھا اگر وہ مکہ بھی ہو آئے تو گدھا ہی رہتا ہے۔ دوسرے جانور بشمول آدمی، تو اپنی اصل بھول جاتے ہیں، واپس آ کر القاب کے دم چھلے لگاتے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے ایک زمانے میں گدھوں کی مشابہت گھوڑوں کی بجائے آدمیوں سے زیادہ ہوتی تھی۔ غالب اپنے محبوب کے دروازے پر کسی کام سے گئے اس کا پاسبان یعنی دربان ان کو حضرت عیسیٰ کی سواری کا جانور سمجھ کر بوجہ احترام چپ رہا، لیکن جب انہوں نے کنوتیاں جھاڑ کر اس کے قدم لینے کی کوشش کی تو سمجھ گیا کہ یہ تو نجم الدولہ دبیر الملک مرزا اسداللہ غالب خاں بہادر ہیں۔ چنانچہ کماحقہ بدسلوکی کی۔

اونٹ

اونٹ کو ڈاچی بھی کہتے ہیں، ڈاچی والیا موڑ مہار وے۔ ریلوے والوں نے آج کل اس کو پہیے لگا دیے ہیں اور ایکسپریس بنا دیا ہے۔ اسے ناقہ عربی میں کہتے ہیں۔ حضرت قیس کی محبوب لیلیٰ ہی نہیں اس زمانے کی سبھی عورتیں ناقے پر سوار ہوا کرتی تھیں۔

بعد میں ہند کے شاعروں میں صورت گروں اور افسانہ نویسوں کے اعصاب پر سوار ہونے لگیں کیونکہ اس میں ہچکولے کم لگتے ہیں۔ آرام زیادہ رہتا ہے۔

کتا

کتا پالتو جانور ہے۔ ہمارے شہر کی کارپوریشن اسے پالتی ہے اور مختلف علاقوں میں چھوڑ دیتی ہے۔ کارپوریشن اور بھی کئی جانور پالتی ہے۔ مثلاً مچھر، چوہے۔ لیکن بھونکنے والا جانور یہی ہے۔ کتابوں میں آیا ہے کہ جو کتے بھونکتے ہیں وہ کاٹتے نہیں۔ کاٹنے والے کو بھونکنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ بھونکتا وہ ہے جسے کاٹا جائے جس کو گزند پہنچے۔

کتا بڑا وفادار جانور ہے، کارپوریشن بھی اس کی بہت وفادار ہے، جن دنوں میں کتے شہریوں کو کاٹتے ہیں، کارپوریشن بھی ان کی ہمدردی میں کاٹنا شروع کر دیتی ہے کہ یہ ٹیکس لاؤ، وہ ٹیکس لاؤ۔ ناطقے کے علاوہ بھی کبھی کبھی پانی بند کر دیتی ہے۔

کارپوریشن کے علاوہ نجی شعبے میں بھی کتے ہوتے ہیں۔ رئیسوں کے کتے غریبوں پر بھونکتے ہیں۔ غریبوں کے کتے اپنے آپ پر بھونکتے ہیں۔

کتا اپنی گلی میں شیر ہوتا ہے جس طرح شیر کسی دوسرے کی گلی میں کتا بن جاتا ہے۔

کتوں اور عاشقوں میں کئی چیزیں مشترک ہیں۔ دونوں راتوں کو گھومتے ہیں اور اپنا اپنا کلام پڑھ پڑھ کر لوگوں کو جگاتے ہیں، اینٹ اور پتھر کھاتے ہیں۔ ہاں ایک کتا لیلیٰ کا بھی تھا۔ لوگ لیلیٰ تک پہنچنے کے لئے اس سے پیار کرتے تھے۔ اس کی خوشامد کرتے تھے جس طرح صاحب کے سیکرٹری یا چپراسی کی کرنی پڑتی ہے۔

(اردو کی آخری کتاب از ابن انشاء)

***

خوشخبری
CSS میں اعلیٰ کامیابی حاصل کریں مگر کیسے؟؟؟؟
کمزوری یاداشت کیلئے ایک انوکھی حیرت انگیز جادو اثر دواء
برین ٹانک
قیمت 100/-
یادداشت کو بڑھاتا ہے
نظر کی کمزوری کو دور کرتا ہے
نسیان (بھول جانا) کو دور کرتا ہے
بھوک بڑھاتا ہے۔ ہاضمہ کی خرابی کو دور کرتا ہے
قبل از وقت بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے
ہر وقت کے نزلہ زکام سے پیچھا چھڑاتا ہے
اگر ان سب باتوں میں سے کوئی بات آپ کے اندر موجود ہے تو آپکو فوری ضرورت ہے برین ٹانک کی
آیئے! آج سے ہی برین ٹانک کھائیے فوری یاداشت بڑھائیے۔ نزلہ زکام سے پیچھا چھڑایئے۔
CSS افسر بن جایئے۔ برین ٹانک آزمایئے اور ہمیشہ کیلئے برین ٹانک کے گرویدہ ہوجایئے۔ برین ٹانک کے گن گایئے۔
تیار کردہ جان یونانی دواخانہ گولبازار چناب نگر ربوہ
JAN جان
Tele: 04524-213149, Res: 211485

پوشیدہ حملہ آور

The Invisible Invaders

(ترجمہ: مکرم میر قمر سلیمان احمد صاحب۔ وکیل وقف نو)

دنیا میں ہر وقت اور ہر جگہ ایسے خردبینی جراثیم انسان پر حملہ آور ہو رہے ہیں جو نہایت غیر محسوس طریق پر سالانہ ہزاروں جانیں تلف کر دیتے ہیں۔ ان میں سے بعض تو بے ضرر ہیں اور بعض بہت ضرر رساں۔ طبی ترقی کے باوجود ان سے پھیلنے والی متعدی بیماریوں کا خطرہ بڑھ ہی رہا ہے۔ مثلاً ۱۹۹۳ء میں امریکہ کے ایک سیکنڈری سکول میں ٹی۔ بی کی بیماری پھوٹ پڑی جس سے ۱۸ اطلباء متاثر ہوئے۔ یہ بیماری ایک ۱۶ سالہ ویت نامی طالب علم کے ذریعہ سکول میں پھیلی۔ تمام مریض تندرست تو ہو گئے لیکن ایک لڑکی کے پھیپھڑے کا متاثرہ حصہ نکالنا پڑا۔

گذشتہ مئی میں گلوسٹر شائر، انگلینڈ میں ''گوشت خور بیکٹریا'' کا بڑا چرچا ہوا۔ یہ بیکٹر یا Group A Streptoccus قسم کا تھا اور گلے پر اثر انداز ہوتا ہے۔ مناسب اور بروقت علاج سے عام طور پر ہر آدمی تندرست ہو جاتا ہے لیکن بعض اقسام خطرناک بھی ہو سکتی ہیں۔ Group A کے ان بیکٹریاز سے ہر سال ہزاروں افراد موت کی آغوش میں چلے جاتے ہیں۔

آج سے پچیس سال قبل طبی دنیا اس بات پر نازاں تھی کہ جلد ہی دنیا سے متعدی بیماریاں ختم ہونے والی ہیں۔ پولیو، چیچک ہوتا ہے۔

Rasmussen's Encephalitis میں مریض کا بایاں Hemisphere نکال دینے سے مریض تندرست ہو جاتا ہے۔ یہ ایک خطرناک آپریشن ہے اور انسان زندگی بھر معذور یا پھر موت کا شکار بھی ہو سکتا ہے۔ بایاں حصہ نکال دینے سے باقی ماندہ دایاں حصہ اس طرح کنٹرول سنبھال لیتا ہے کہ بعض دماغی صلاحیتیں جو بائیں حصے سے خاص ہیں مثلاً موسیقی، شاعری اور ریاضی وغیرہ اس حصے کو نکال دینے کے باوجود ان افراد میں موجود رہیں جن کا یہ آپریشن ہوا تھا۔

اس بات سے اندازہ ہوا کہ دماغی صلاحیتیں جو ایک خاص حصہ دماغ سے تعلق رکھتی ہیں وہ دوسرے حصہ میں بھی پرورش پا سکتی ہیں۔ اس کی ایک اور مثال اس طرح ہے کہ Cortex، جو ان Cerebral Hermispheres کی چھت کا کام دیتی ہے اور دماغ میں بہت اہم کردار ادا کرتی ہے، کا ایک حصہ ہمارے ہاتھوں سے اشارے وصول کرتا ہے۔ اس حصے کے ساتھ جڑا ہوا حصہ ہمارے نتھوں سے جڑا ہوا ہے۔ اگر ایک شخص کا ہاتھ کاٹ دیا جائے اور اس کے نتھوں میں گرم پانی ڈالا جائے تو اسے اپنے کٹی ہوئی انگلیوں کی جگہ پر احساس محسوس ہوتا ہے۔ یعنی نتھوں سے متعلق Cortex کے حصہ نے انگلیاں کٹنے کے بعد ان کے حصہ پر بھی قبضہ جما لیا ہوتا ہے جس سے احساس ادھر منتقل ہو جاتا ہے۔

Braille کا استعمال کرنے والوں کے دماغ میں جب Cortex کا جائزہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ ان کی انگلیوں کی حرکت سے عام افراد کے Cortex کی نسبت زیادہ رقبہ اثر پذیر ہوتا ہے۔

ان تحقیقات سے سائنسدان دماغ کی ایک ایسی صلاحیت کا اندازہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جسے وہ Plasticity کہتے یعنی دماغ کی حالات اور ماحول کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنے کی صلاحیت۔

دماغ ایک کھرب کے قریب خلیات کا مجموعہ ہے جنہیں نیوران کہتے ہیں۔ یہ نیوران آپس میں رابطہ رکھتے ہیں اور ماحول سے موصول ہونے والے اشاروں کے مطابق اپنے Connections بناتے ہیں۔ کسی دماغ میں جتنے زیادہ Connection ہوں گے وہ اتنا ہی فعال ہوگا۔ یہ Connection کچھ تو موروثی ہوتے ہیں کچھ ماحول کے اثر سے بنتے ہیں۔ چوہوں پر ایک تحقیق کے دوران انہیں ایسے پنجروں میں بند کیا گیا جن میں کھلونے پڑے ہوئے تھے۔ بعد میں ان کے دماغ کا جائزہ لینے پر یہ بات سامنے آئی کہ ان کے دماغ میں Connection عام چوہوں کی نسبت زیادہ ہیں۔

دماغی اور اعصابی خلیات یا نیورانز لمبے لمبے خلیے ہوتے ہیں جن کے ایک یا دو Axon ایک یا دو Dendrites ہوتے ہیں۔ بیچ میں نیوکلیئس ہوتا ہے۔ Axon پیغامات بھیجتے ہیں اور Dendrits پیغامات وصول کرتے ہیں۔

پیدائش کے بعد Dendrites میں تیزی سے بڑھوتری ہوتی ہے اور چار تا دس سال کی عمر تک یہ بڑھوتری سب سے تیز ہوتی ہے۔ اس دوران بچے کا دماغ ایک بڑے آدمی کی نسبت بہت زیادہ Connection رکھتا ہے اور دوگنی طاقت خرچ کر رہا ہوتا ہے۔

حمل کے دوران نیوران بہت تیزی سے بڑھتے ہیں۔ ان کی رفتار تقریباً ڈھائی لاکھ نیوران فی منٹ ہوتی ہے۔ ان میں سے نصف قبل از پیدائش ضائع ہو جاتے ہیں۔ شاید قدرت اس طرح غلط Connections کو ختم کرتی ہے۔

ماں کے پیٹ میں دماغ کا بننا ایک نہایت نازک عمل ہے اور ماحول اس پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔ مثلاً وٹامن کی کمی، سگریٹ نوشی، شراب نوشی یا اور قسم کے کیمیکلز کی خون میں موجودگی اور شدید گرمی وغیرہ کے اثرات سے دماغ کی بڑھوتری پر منفی اثر پڑتا ہے۔

ایک تحقیق کے مطابق دوران حمل انفلوئنزا کا شکار ہونے والی خواتین کے بچوں میں Schizophrenia کے امکان بڑھ جاتے ہیں۔ اسی طرح جن خواتین کو مناسب خوراک نہ ملے ان میں بھی نیز موروثی طور پر بھی Schizophrenia کے حامل بچے پیدا ہوتے ہیں۔

اس بیماری میں دماغ میں Cortex کی مقدار عام آدمی کے بالمقابل نسبتاً کم ہوتی ہے اور دماغ میں موجود Vertricles یا وہ حصہ جن میں ٹھوس خلیات کی بجائے ایک قسم کا پانی جسے Cerebrospinal Fluid کہتے ہیں بھرا ہوتا ہے، عام آدمی کی نسبت زیادہ بڑے ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ یادداشت سے تعلق رکھنے والا دماغ کا وہ حصہ جسے Hippocampus کہتے ہیں، نسبتاً چھوٹا ہوتا ہے۔

نئی تحقیقات میں چونکہ دماغ اور مختلف قسم کے کیمیکلز کا آپس میں رشتہ زیادہ واضح ہوتا جا رہا ہے اس لئے اس قسم کی دماغی بیماریوں کے علاج کے لئے بھی ادویات کے استعمال پر توجہ دی جاری ہے۔ جسم میں موجود ایک کیمیکل Dopamine نیوران پر اثر انداز ہوتا ہے اور ان خلیات میں کم از کم آٹھ قسم کے ایسے مرکبات ہیں جو Dopamine کے ساتھ مل کر کام کرتے ہیں۔ اگر کوئی ایسی دوائی استعمال کی جائے جو Dopamine کو بلاک کرنے کا کام کرے تو پاگل پن کی علامات میں کمی واقع ہو سکتی ہے۔ Schizophrenia کے مریضوں کو Stelazine دی جا رہی ہے جو Dopamine کل بلاک کرنے کا کام کرتی

ہے۔اس سے مریض کوزیادہ شدید دورے نہیں پڑتے۔امریکہ میں اس وقت ایک فیصد (1%) لوگ Schizophrenia کا شکار ہیں۔ جانوروں کے دماغ پر تحقیق کے دوران یہ بات سامنے آئی تھی کہ دماغ کا رقبہ اور ذہانت کا آپس میں کوئی تعلق ہے۔لیکن انسانی دماغ میں ایسی کوئی بات پایہ ثبوت کو نہیں پہنچی۔

انسانی دماغ گذشتہ ایک لاکھ سال سے اسی سطح پر ہے اور کوئی نمایاں تبدیلی اس میں دیکھنے میں نہیں آئی۔ رقبہ، ذہانت رشتے کا جہاں تک تعلق ہے اس میں بظاہر تو کوئی خاص تعلق نظر نہیں آیا البتہ دماغ کے بعض حصے جو کسی خاص حس سے متعلق ہوں ان کے سائز بڑا ہونے سے اس حس میں زیادہ بیداری کے شواہد ضرور ملے ہیں۔ مثلاً سننے سے متعلق دماغ کے حصے Planm Temporale کا رقبہ موسیقی کے طلباء اور ماہرین میں زیادہ بڑا ہوتا ہے۔

موروثی طور پر بھی بعض اثرات دماغ پر پڑے ہیں۔جسم میں ایک Gene ایسی ہے جو Monoamine Oxidise A Enzyme تیار کرتی ہے۔ اس Enzyme کی موجودگی سے دماغی خلیات یا نیوران کو آپس میں رابطہ میں آسانی رہتی ہے۔جن لوگوں میں یہ enzyme کم پیدا ہو وہ ذہنی تناؤ کے وقت متشدد ہو جاتے ہیں۔

candace pert جو دماغ پر بہت عمدہ تحقیقات کر رہی ہیں، کے مطابق دماغ اور اعصاب کا یہ تمام نظام مختلف قسم کے کیمیکلز اور الیکٹرو کیمیکل انرجی سے کام کر رہا ہے۔نئی دریافتوں میں سب سے دلچسپ ایسے aminoacids کی ہے جنہیں neuropeptide کہتے ہیں۔ اور یہ خاص طور پر انسان کے جذبات سے متعلق ہیں۔ دماغ کا وہ حصہ جو انسانی جذبات سے مثلاً پیار، غصہ، خوشی، اداسی وغیرہ سے متعلق ہے ان peptides سے بھرا ہوا ہوتا ہے بلکہ جسم کے دیگر اعضاء مثلاً دل، تلی، ہڈیوں کا گودا، مدافعتی نظام کے trhmis glands وغیرہ بھی ان peptides کو تیار کرتے ہیں اور یہ خون میں شامل ہو کر جسم کے مختلف حصوں میں گھومتے رہتے ہیں اور جہاں مناسب جگہ دیکھیں وہیں اپنا کام دکھاتے ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ انسانی روح صرف دماغ سے ہی نہیں بلکہ جسم کے مختلف اعضاء سے متعلق ہے۔

یہ نئی تحقیقات اتنی نئی بھی نہیں۔چین میں چار ہزار سال قبل یہ نظریہ تھا کہ دماغ، جگر، گردوں، دل، تلی اور پھیپھڑوں کا آپس میں ''طاقت کی نالیوں'' کے ذریعہ رابطہ ہے۔ اور یہی نظریہ بعد میں آکو پنکچر کی بنیاد بنا۔

دماغ چونکہ نہایت نازک عضو ہے اس لئے خون میں موجود ہر قسم کے کیمیکل کو دماغ میں جا کر اثر انداز ہونے سے روکنے کے لئے قدرت نے خون اور دماغ کے درمیان ایک سرحد قائم کی ہے جس سے گذر کر ہر قسم کا کیمیکل دماغ تک نہیں پہنچ سکتا۔ترقی یافتہ ممالک میں دماغی کینسر ان ممالک کی نسبت زیادہ ہے جہاں بہت زیادہ صنعتیں نہیں۔ ہوسکتا ہے اس کی وجہ صنعتوں میں استعمال ہونے والے ایسے کیمیکلز کی ماحول میں موجودگی ہو جو کینسر کا سبب بنتے ہوں اور اس نازک سرحد کے پار دماغ میں جا اترتے ہوں۔

انسانی دفاعی نظام اور Neuropeptides میں خاص رشتہ ہے۔ دفاعی نظام کے ہراول دستے کے خلیات جنہیں Maerophage کہتے ہیں تمام جسم میں Neuropeptides کو پھیلا یا سمیٹ رہے ہوتے ہیں۔ اسی لئے شائد پرانے زمانے میں صحت مند دماغ کو صحت مند جسم کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ یہ نظریہ آج بھی اسی طرح درست لگتا ہے۔

انسانی یادداشت کا تعلق دماغ کے ایک حصے Hippocampus سے ہے۔ نیوران جسم کے باقی خلیات کی طرح روزانہ بڑی تعداد میں ضائع ہورہے ہیں لیکن جیسے جسم کے باقی خلیات مثلاً جلد یا خون وغیرہ کے خلیات نئے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ نیوران نئے پیدا نہیں ہوتے۔ اس کی ایک وجہ تو شاید یہ ہو کہ نئے نیوران چونکہ پرانے تجربات سے آشنا نہیں ہوتے اس لئے اگر دماغی خلیات بھی ہر چند سال بعد تبدیل ہو جاتے تو ایک ہی انسان کی شخصیت بھی اس کے ساتھ تبدیل ہو جاتی۔ مثلاً ایک حادثہ میں ایک خاتون کی یادداشت چلی گئی۔ دوبارہ تندرست ہونے پر وہ ایک بالکل مختلف خاتون ہیں۔ ان کی بچی جوان کے ساتھ رہتی ہے اس وقت حیران ہوگئی جب انہوں نے اپنے لئے ان رنگوں کے کپڑوں کا انتخاب کیا جو وہ حادثہ سے قبل تصور بھی نہیں کرسکتی تھیں۔ حادثہ سے قبل وہ کیلے نہیں کھاتی تھیں۔ جب کہ اب وہ بڑے شوق سے کھاتی ہیں۔ اپنی بچی کو انہوں نے نئی زندگی میں لوگوں کے کہنے پر بچی تسلیم کیا ہے ورنہ وہ حادثہ سے قبل کی تمام باتیں بھول چکی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اس بچی کو دیکھ کر میرے اندر ممتا کے کوئی جذبات بیدار نہیں ہوتے۔ بس یہ عام بچوں کی طرح ایک بچی ہے۔

لیکن اب نئی تحقیقات میں دماغ میں ایسے خلیات کا علم ہوا ہے جو Growth Hormones کی موجودگی میں نئے نیوران بناسکتے ہیں۔ انہیں Progenitor Cells کہتے ہیں۔ لیکن کیا ان خلیات کو نئے سرے سے سب کچھ سیکھنا ہوگا؟ ابھی تک یہ سوال حل طلب ہے۔

یاداشت میں کمی یا Dementia عام طور پر بڑی عمر کے ساتھ متعلق ہے۔ Alzhmeire's میں یہ بہت عام ہے۔ 65 سال سے زائد عمر کے افراد میں یہ 5 تا 10 فیصد لوگوں میں اور 85 سال سے زائد عمر کے 25 تا 50% افراد میں یہ بیماری پائی گئی ہے۔ بیمار افراد کے دس فیصد کو یہ بیماری موروثی طور پر ملتی ہے۔ اس کا بڑا سبب دو قسم کے پروٹینز Tan اور Amyloid کی موجودگی ہے۔ یہ دونوں پروٹینز دماغی خلیات یا نیوران Choke کردیتی ہیں۔ بعض حالات میں تو انسان فوراً ہی بات بھول جاتا ہے۔ آہستہ آہستہ وہ یادداشتیں جن کا تعلق بچپن سے ہو وہ بھی بھول جاتی ہیں لیکن ایسی یادداشتیں سب سے آخر میں ختم ہوتی ہیں۔

(Reader's Digest May,1995 page 38-42
by Micheal D. Lemonick)

سانحہ ارتحال

نہایت افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ محترم چوہدری محمد صدیق صاحب بھٹی ڈرائیور مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان مورخہ 13 راگست 2004ء بروز جمعہ C.M.H راولپنڈی میں بقضائے الٰہی 70 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ آپ کو 33 سال تک مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ اور پھر پاکستان میں خدمات کی توفیق ملی۔ آپ نہایت ملنسار، خوش مزاج اور خلافت سے بہت پیار کرنے والے وجود تھے۔

آپ کی نماز جنازہ مورخہ 14 راگست 2004ء بعد نماز عصر بیت مبارک میں محترم چوہدری مبارک مصلح الدین صاحب وکیل التعلیم تحریک جدید نے پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی نے دعا کروائی۔

احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر کی توفیق بخشے۔ آمین

رپورٹ دسویں آل پاکستان سالانہ صنعتی نمائش 2004ء

(مرسلہ: مکرم ومحترم مہتمم صاحب صنعت وتجارت)

خدا تعالیٰ کے فضل مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان ہر سال آل پاکستان صنعتی نمائش کا انعقاد کرتی ہے تاکہ خدام میں صنعت کاری کا جذبہ پیدا ہو اور اِس نمائش کو دیکھنے والوں میں چیزوں کو بنانے کا شوق پیدا ہو۔

امسال بھی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جشن آزادی کی نسبت سے مورخہ 16,15,14 اگست 2004ء کو دسویں آل پاکستان سالانہ صنعتی نمائش کا انعقاد کیا گیا۔

صنعتی نمائش کو درج ذیل سات شعبہ جات میں تقسیم کیا گیا۔

(۱) کمپیوٹرز، (۲) الیکٹرونکس، (۳) ماڈلز، (۴) دست کاری، (۵) فوٹوگرافی، (۶) پینٹنگز + خطاطی، (۷) متفرق

نمائش دیکھنے کے لئے مرد وخواتین کے الگ الگ اوقات مقرر تھے۔ جن میں تقریباً 9000 مرد وخواتین نے اس نمائش کو ذوق وشوق سے دیکھا۔ نمائش میں شریک ہونے والے خدام کے قیام اور نمازوں کا انتظام احاطہ ایوان محمود میں ہی کیا گیا تھا جبکہ طعام کا انتظام دارالضیافت میں تھا۔

انتظامیہ

نمائش کے مختلف کاموں احسن طریق سے سرانجام دینے کے لئے محترم صدر صاحب مجلس کی منظوری سے درج ذیل انتظامیہ تشکیل دی گئی۔

ناظم اعلیٰ	مکرم سید میر محمود احمد صاحب
نائب ناظم اعلیٰ (اوّل)	مکرم اکبر احمد صاحب
نائب ناظم اعلیٰ (دوم)	مکرم مرزا عدیل احمد صاحب
نائب ناظم اعلیٰ (سوم)	مکرم عتیق الرحمٰن صاحب
ناظم نمائش گاہ	مکرم امین الرحمٰن صاحب
ناظم رہائش	مکرم فرید احمد ناصر صاحب
ناظم انعامات	مکرم اکبر احمد صاحب
ناظم سمعی وبصری	مکرم فرید احمد نوید صاحب
ناظم سٹیج واشاعت	مکرم حافظ خالد افتخار صاحب
ناظم رابطہ	مکرم نصیب احمد صاحب
ناظم تربیت	مکرم نصیر احمد انجم صاحب
ناظم نظم وضبط	مکرم حافظ راشد جاوید صاحب
ناظم آب رسانی وصفائی	مکرم ڈاکٹر محمد عامر خان صاحب
ناظم سٹال وکمرشل سٹال	مکرم اکبر احمد صاحب
ناظم مہمان نوازی	مکرم مشہود احمد ذیشان صاحب
ناظم خوراک	مکرم اسد اللہ غالب صاحب
ناظم رجسٹریشن	مکرم مشہود احمد صاحب
ناظم روشنی	مکرم مرزا فضل احمد صاحب
ناظم طبی امداد	مکرم ڈاکٹر عبداللہ پاشا صاحب
ناظم حاضری ونگرانی	مکرم افتخار اللہ سیال صاحب
ناظم سائیکل سٹینڈ	مکرم مشہود احمد ذیشان صاحب

رجسٹریشن

امسال پاکستان کے 34 اضلاع سے 305 خدام نمائش میں شامل ہوئے۔ جبکہ گذشتہ سال 32 اضلاع کے 230 خدام شریک ہوئے تھے۔ نمائش میں کل 14155 اشیاء رکھی گئیں۔

افتتاحی تقریب

نمائش کا افتتاح مورخہ 14 اگست کی صبح 8:30 بجے مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی نے فرمایا اور دعا کروائی۔ افتتاح کے فوراً بعد محترم مہمان خصوصی نے دیگر مہمانان کے ہمراہ نمائش ملاحظہ کی۔

نمائش گاہ

ایوان محمود ہال کو نمائش گاہ بنایا گیا تھا۔ خوبصورت سجائے ہوئے میزوں پر چیزیں نفاست سے رکھی گئی تھیں۔ نمائش گاہ میں داخلہ کے لئے ٹکٹ رکھا گیا تھا۔ اور مہمانوں کے تاثرات اور تبصرہ جات کے لئے وزیٹر بک بھی رکھی گئی تھی۔

اختتامی تقریب

اختتامی تقریب مورخہ 16 اگست کو رات 9:00 بجے منعقد ہوئی اس تقریب کے مہمان خصوصی مکرم و محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید تھے۔ انعامات کی تقسیم کے بعد محترم مہمان خصوصی نے ہاتھ سے کام کرنے اور کاروبار کی اہمیت اور افادیت پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے فرمایا کہ صنعتی نمائش کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ خدام نمائندگی کریں بلکہ ایک یہ بھی مقصد ہے کہ دیگر خدام میں ہاتھ سے چیزیں بنانے کا شوق اجاگر ہو اور ایسی صلاحیت پیدا ہو جس سے وہ ملک و قوم کی خدمت کر سکیں۔ دعا کے ساتھ یہ تقریب اختتام کو پہنچی۔

نتائج سالانہ صنعتی نمائش 2004ء

شعبہ کمپیوٹر

پوزیشن	نام خادم	ضلع	چیز
اوّل	اویس خاور	لاہور	سافٹ ویئر
دوم	مبشر احمد وقار + حافظ کرامت اللہ	ربوہ	سافٹ ویئر
سوئم	ظہیر احمد	راولپنڈی	سافٹ ویئر
حوصلہ افزائی	طارق یوسف	لاہور	سافٹ ویئر
حوصلہ افزائی	اسد منصور	کراچی	سافٹ ویئر

شعبہ دستکاری

پوزیشن	نام خادم	ضلع	چیز
اوّل	شہزاد احمد بٹ	شیخوپورہ	بانس کی چھڑی، سکے اور گلاس پر لکھائی اور کندہ کاری
دوم	یاسر احمد کبیر	فیصل آباد	آرٹیفیشل جیولری کا کام
سوئم	اشتیاق احمد	لاہور	وڈ کارونگ
حوصلہ افزائی	عبدالماجد	مٹھی۔ سندھ	چادر ڈبل سنگل شالیں پنکھے دستی کڑھائی کا کام
حوصلہ افزائی	ذیشان احمد	ربوہ	سورج مکھی کی مکمل تصویر اور فریم

شعبہ الیکٹرونکس

پوزیشن	نام خادم	ضلع	چیز
اوّل	شہزادہ خرم	کراچی	فورچینل سیکورٹی سسٹم
دوم	شہزادہ خرم	کراچی	وال سیکورٹی سسٹم
سوئم	وجاہت احمد	ڈی جی خان	وائرلیس موبائل سیٹ
حوصلہ افزائی	امتیاز احمد	خوشاب	لفٹ

حوصلہ افزائی	عمران	ربوہ	لفٹ
حوصلہ افزائی	منور روف	گوجرانوالہ	ڈیپ فریزر

شعبہ ماڈلز

پوزیشن	نام خادم	ضلع	چیز
اوّل	عبدالرحمٰن مانی	ربوہ	بڑا تانگہ
دوم	عثمان طاہر + مجتبیٰ مہران	سیالکوٹ	مرالہ بیراج
سوئم	محمود احمد عباسی	ربوہ	شیشے کا گھر
حوصلہ افزائی	طارق احمد	لاہور	دارالذکر لاہور
حوصلہ افزائی	رانا فرحان احمد	فیصل آباد	موٹر بائیک

شعبہ متفرق

اوّل	شکیل احمد شاہد	شیخوپورہ	عطر، پرفیوم، سالڈ پرفیوم، میجک انک
دوم	انعام ربانی	لاہور	ہینڈ میڈ پیپر کارڈز، گلاس کینڈ گلدان، میڈیسنز
سوئم	اعجاز احمد	ربوہ	میجک ٹرکس
حوصلہ افزائی	طیب احمد	شورکوٹ	پنسل سٹینڈ، گلدان، پرس، ٹیشو کور، باسکٹ
حوصلہ افزائی	رضوان احمد	ربوہ	180 ممالک کی ڈاک ٹکٹوں کی کلیکشن

شعبہ پینٹنگز وخطاطی وکیلی گرافی

اوّل	مبشر احمد	فیصل آباد	
دوم	وسیم احمد طاہر	مردان	
سوئم	انیس احمد بھٹی	کراچی	
حوصلہ افزائی	ناظم محمود	میانوالی	
حوصلہ افزائی	ذیشان منور	حافظ آباد	

شعبہ فوٹوگرافی

اوّل	اسد سعید	کراچی	جلکھڈ کے راستے میں درختوں کا منظر
دوم	محمد شعیب	میرپور AK	بچوں کی تصویر
سوئم	نفیس احمد	ربوہ	پانی پتھروں کے درمیان
حوصلہ افزائی	غلام مصطفیٰ	اسلام آباد	
حوصلہ افزائی	میر احمد محمود طاہر	ربوہ	

☆ مجموعی کارکردگی کے لحاظ سے ضلع کراچی اوّل رہا

قائم شدہ
1952
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ربوہ
ریلوے روڈ فون - 214750
اقصیٰ روڈ فون - 212515
SHARIF
JEWELLERS

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
پروپرائٹر: غلام مرتضیٰ محمود
فون رہائش 211649
الفضل جیولرز
یادگار چوک ربوہ
سونے کی واپسی بغیر کاٹ کے
ریڈی میڈ زیورات خوبصورت اور فینسی
ڈیزائنوں میں خریدنے کیلئے تشریف لائیں
فون دوکان: 04524-213649
موبائل: 0320-4465149
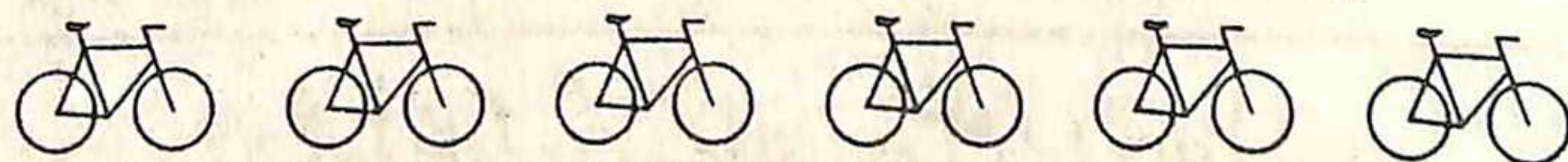
12ویں قومی سوئمنگ چیمپئن شپ ایج گروپ انڈر 15و18

مورخہ 3 تا 5 راگست 2004ء

(رپورٹ: مکرم نصیر احمد انجم صاحب)

پنجاب سوئمنگ ایسوی ایشن نے پاکستان سوئمنگ فیڈریشن کے زیر اہتمام مورخہ 3 تا 5 راگست 2004ء بارہویں قومی سوئمنگ چیمپئن شپ ایج گروپ انڈر 15و18 ربوہ سوئمنگ پول میں منعقد کی۔ پاکستان کی سطح پر منعقد ہونے والے تیراکی کے ان مقابلوں میں چاروں صوبوں اور پاکستان ائرفورس کی ٹیموں نے شرکت کی اور دلچسپی اور جوش وخروش سے مقابلوں میں حصہ لیا۔ کھلاڑیوں کے علاوہ پاکستان کے نامور تیراک، آفیشلز، پاکستان سوئمنگ فیڈریشن اور پنجاب سوئمنگ ایسوی ایشن کے عہدیدار اس چیمپئن شپ میں شامل ہونے کے لئے ربوہ آئے۔ یہ مقابلہ جات جھنگ ڈسٹرکٹ سوئمنگ ایسوی ایشن ربوہ کے تعاون سے، مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے زیر انتظام کرائے گئے، جس کی انتظامیہ نے ان کی میزبانی کے فرائض انجام دئے۔

مورخہ 3 راگست 2004ء کو مقابلہ جات کا افتتاح ہوا اور شام پانچ بجے مقابلے شروع ہوئے۔ 15 اور 18 سال تک کے کھلاڑیوں کے مابین درج ذیل مقابلہ جات ہوئے۔

1۔ فری سٹائل، 50۔100۔200۔400 میٹر
2۔ بیک سٹروک، 100۔200 میٹر
3۔ بریسٹ سٹروک، 100۔200 میٹر
4۔ بٹر فلائی، 50۔100 میٹر
5۔ انفرادی میڈلے، 200 میٹر
6۔ فری سٹائل ریلے، 4X100 میٹر
7۔ میڈلے ریلے، 4X100 میٹر

دوسرے دن صبح 9 سے 10:30 بجے تک اور شام کو پانچ سے سات بجے تک مقابلہ جات کروائے گئے اسی طرح تیسرے روز شام ساڑھے چار بجے سے شام سات بجے تک مقابلہ جات کروائے گئے۔ ربوہ سوئمنگ پول کو اس موقع پر خصوصی طور پر تیار کیا گیا تھا۔ پول کے چاروں طرف شامیانے لگا کر مختلف شعبہ جات کے لئے جگہ بنائی گئی تھی۔ پول کے غربی جانب سٹیج، شرقی جانب شائقین کے لئے سٹیڈیم اور شمال اور جنوب کی طرف کھلاڑیوں اور آفیشلز کے بیٹھنے کے انتظامات کئے گئے تھے۔ سوئمنگ پول کے صاف شفاف پانی میں سیاہ وسفید بڑے بڑے موتیوں کی زنجیر بنا کر کھلاڑیوں کے لئے سوئمنگ کا راستہ بنایا گیا تھا۔ یاد رہے کہ ربوہ لاہور کے بعد پنجاب کا دوسرا شہر ہے جس میں یہ قومی سوئمنگ چیمپئن شپ منعقد ہوئی ہے۔

ضلع جھنگ میں واقع واحد سوئمنگ پول ربوہ کا پاکستان کے بہترین سوئمنگ پولز میں شمار ہوتا ہے۔ اس کی لمبائی 50 میٹر اور چوڑائی 25 میٹر ہے۔ جو انٹرنیشنل سٹینڈرڈ کے مطابق ہے۔ تمام مقابلہ جات پرسکون اور بھائی چارے کی فضا میں منعقد ہوئے۔ صوبہ پنجاب کی ٹیم نے سب سے زیادہ مقابلہ جات میں فتح حاصل کر کے اوور آل ٹرافی حاصل کی۔ انڈر 18 کے مقابلوں میں پنجاب نے 13 گولڈ، 8 سلور اور 2 برونز میڈلز حاصل کر کے 144 پوائنٹس حاصل کئے، اسی طرح انڈر 15 مقابلوں میں 14 گولڈ، 7 سلور اور 3 برونز میڈلز حاصل کر کے 136 پوائنٹس حاصل کئے اور ان مقابلوں میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔ صوبہ سندھ

کی ٹیم نے مجموعی طور پر دوسری اور صوبہ سرحد کی ٹیم نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ پنجاب کے سکندر خان انڈر 18 کے بہترین تیراک اور پنجاب ہی کے سلمان خان انڈر 15 کے بہترین تیراک قرار پائے۔

عبدالعزیز آف پنجاب، پاکستان کے ابھرتے ہوئے نوجوان تیراک ہیں۔ جو اسلام آباد میں منعقد ہونے والی نویں سیف گیمز 2004ء میں پاکستان کی نمائندگی کر چکے ہیں۔ انہوں نے 100 میٹر بریسٹ سٹروک انڈر 18 میں ایک منٹ 14.81 سیکنڈز کے ساتھ نیا قومی ریکارڈ قائم کیا۔ انہوں نے آرمی کے ناصر محمود کے ریکارڈ ایک منٹ 15.32 سیکنڈ کو beat کیا۔ جو انہوں نے اگست 1999ء کو کراچی میں بنایا تھا۔ اس طرح ربوہ شہر میں منعقد ہونے والے یہ مقابلہ جات حسن انتظام اور معیاری کھیل کے لحاظ سے تاریخی حیثیت اختیار کر گئے۔ ان مقابلہ جات کے انعقاد کو کامیاب بنانے میں جھنگ ڈسٹرکٹ سوئمنگ ایسوسی ایشن ربوہ کی انتظامیہ نے خصوصی مساعی انجام دی۔ تمام کھلاڑیوں اور آفیشلز کی رہائش، طعام اور ٹرانسپورٹ کا بہترین انتظام موجود تھا۔ کھلاڑیوں اور ٹیم انتظامیہ نے ان انتظامات کو بے حد سراہا اور اسے پاکستان سوئمنگ کی تاریخ میں انتہائی کامیاب قرار دیا۔

ان مقابلوں کی اختتامی تقریب مورخہ 5 اگست 2004ء کو شام سات بجے منعقد ہوئی۔ جس کے مہمان خصوصی جناب سید ذوالفقار علی شاہ صاحب (ڈپٹی ڈسٹرکٹ ریونیو آفیسر جھنگ) تھے۔ انہوں نے پوزیشنز حاصل کرنے والے کھلاڑیوں، آفیشلز اور انتظامیہ کے ممبران میں انعامات اور ٹرافیاں تقسیم کیں۔ اس موقع پر کامران بٹ صاحب سیکرٹری پنجاب سوئمنگ ایسوسی ایشن نے اظہار خیال کرتے ہوئے جھنگ ڈسٹرکٹ سوئمنگ ایسوسی ایشن ربوہ، انتظامیہ اور دیگر عہدیداران کی کاوش کو سراہا اور ان کامیاب مقابلہ جات کے انعقاد پر خوشنودی کا اظہار کیا۔ نیز پاکستان کے دور دراز علاقوں سے شدید موسم اور سفری صعوبتوں کو برداشت کر کے آئے ہوئے کھلاڑیوں، آفیشلز اور ماہرین کی ربوہ آمد پر شکریہ ادا کیا۔ پروگرام کے اختتام پر پاکستان کا قومی ترانہ بجایا گیا، جس کے احترام میں جملہ حاضرین کھڑے ہو گئے۔ اس طرح 12 ویں قومی چیمپئن شپ ایج گروپ انڈر 15 و 18 اپنے اختتام کو پہنچی جس کے بعد جملہ کھلاڑیوں، آفیشلز اور مہمانان کے اعزاز میں گلشن احمد نرسری ربوہ میں عشائیہ دیا گیا۔

خوراک و رہائش: جملہ کھلاڑیوں اور آفیشلز کی عمدہ رہائش کا انتظام ایوان محمود گیسٹ ہاؤس اور وقف جدید گیسٹ ہاؤس میں کیا گیا تھا۔ گرم موسم کے باعث بیرون سے آنے والے تمام کھلاڑیوں اور آفیشلز کو ائر کنڈیشنر کی سہولت سے آراستہ رہائش مہیا کی گئی تھی۔ اسی طرح مہمانوں کے طعام کا انتظام بھی ایوان محمود میں ہی کیا گیا تھا۔ نیز کھلاڑیوں اور آفیشلز کو سوئمنگ پول سے رہائش گاہوں تک لانے اور لے جانے کے لئے گاڑیوں کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔

بروشر: اس موقع پر انتظامیہ نے ایک خوبصورت بروشر بھی شائع کیا تھا۔ جس میں ربوہ کا تعارف اور چند خاص مقامات کی رنگین تصاویر، پنجاب سوئمنگ ایسوسی ایشن کے انڈر 15 اور انڈر 18 کے ماہر سوئمرز (Star Boys) اور جھنگ ڈسٹرکٹ سوئمنگ ایسوسی ایشن ربوہ کی انتظامیہ کی تصاویر، قائداعظم کا فرمان، یونس شفیق چوہدری صدر پاکستان سوئمنگ فیڈریشن، کامران لاشاری صدر پنجاب سوئمنگ ایسوسی ایشن، کامران بٹ سیکرٹری پنجاب سوئمنگ ایسوسی ایشن، رفیق احمد ناصر صدر جھنگ ڈسٹرکٹ سوئمنگ ایسوسی ایشن اور سلیم احمد بھٹی سیکرٹری جھنگ ڈسٹرکٹ سوئمنگ ایسوسی ایشن کے پیغامات شامل ہیں۔ اس کے علاوہ مذکورہ ایسوسی ایشنز کی انتظامیہ، آفیشلز، کھیلوں کی تین دن کی تفصیل اور پروگرام وغیرہ شامل ہیں۔

انتظامیہ

ناظم اعلیٰ: مکرم اسد اللہ غالب صاحب

نائب ناظم اعلیٰ: مکرم فرید احمد ناصر صاحب

ناظم رجسٹریشن وکمپیوٹر: مکرم مشہود احمد صاحب

ناظم انعامات واشاعت: مکرم نصیر احمد انجم صاحب

ناظم سمعی بصری وفوٹو گرافی: مکرم فرید احمد نوید صاحب

ناظم طبی امداد: مکرم ڈاکٹر عبداللہ پاشا صاحب

ناظم آب رسانی وصفائی: مکرم مرزا عدیل احمد صاحب

ناظم نظم وضبط وسٹال: مکرم حافظ راشد جاوید شاہد صاحب

ناظم سٹیج واستقبال: مکرم ملک طارق محمود صاحب

ناظم روشنی: مکرم مرزا افضل احمد صاحب

ناظم خوراک: مکرم امین الرحمٰن صاحب

ناظم حاضری نگرانی: مکرم افتخار اللہ سیال صاحب

ناظم ٹرانسپورٹ: مکرم نصیب احمد بٹ صاحب

ناظم رہائش: مکرم رانا محمود احمد خان صاحب

آرگنائزنگ سیکریٹری: حماد اصغر اعوان

ایسوسی ایٹڈ سیکریٹری: سلیم احمد بھٹی

ممبرز: سید جاوید اقبال، ونگ کمانڈر ڈاکٹر عابد خان، ظفر احمد پیرزادہ، محمد شاہد، منور احمد شاہد بھٹی

جیوری

چیئرمین: محمد لطیف بٹ ممبرز: کامران بٹ، حماد اصغر، محمد حفیظ بھٹی، محمد شاہد، سلیم احمد بھٹی، شاہ ریاض حیدر، فضیلہ کریم

نتائج: اس چیمپئن شپ میں انڈر 15 اور انڈر 18 کے مقابلہ جات کے نتائج درج ذیل رہے۔

نتائج مقابلہ جات انڈر 15

50 میٹر فری سٹائل

پوزیشن	نام	ضلع	ٹائم
اول	مرسل محمود بٹ	پنجاب	00.29.33
دوم	سلمان خان	پنجاب	00.30.15
سوم	رمیض اعظم	سندھ	00.30.46

100 میٹر فری سٹائل

اول	مرسل محمود بٹ	پنجاب	01.09.54
دوم	سلمان خان	پنجاب	01.10.20
سوم	رمیض اعظم	سندھ	01.13.42

میٹر فری سٹائل

اول	مرسل محمود بٹ	پنجاب	02.37.58
دوم	انصر کریم	سندھ	02.39.64
سوم	یحیٰ شاہد	پنجاب	02.39.83

400 میٹر فری سٹائل

اول	مرسل محمود بٹ	پنجاب	06.07.38
دوم	عامر خان	سندھ	06.20.78
سوم	عامر حسین	پنجاب	06.24.98

100 میٹر بیک سٹروک

اول	سید مصطفیٰ شاہ	پنجاب	01.18.54
دوم	سلمان خان	پنجاب	01.29.43
سوم	حسن لڈو بھائی	سندھ	01.35.98

200 میٹر بیک سٹروک

اول	سید مصطفیٰ شاہ	پنجاب	02.59.84
دوم	سلمان خان	پنجاب	03.06.53
سوم	حسن لڈو بھائی	سندھ	03.27.47

100 میٹر بریسٹ سٹروک

اول	یحیٰ شاہد	پنجاب	01.24.63
دوم	زین طارق	پنجاب	01.25.03
سوم	ایم عیسیٰ	سندھ	01.31.62

200 میٹر بریسٹ سٹروک

اول	مظہر حیات	پنجاب	03.08.13
دوم	یحیٰ شاہد	پنجاب	03.12.60
سوم	رمیض اعظم	سندھ	03.20.16

50 میٹر بٹر فلائی

اول	سلمان خان	پنجاب	00.32.03
اول	یحیٰ شاہد	پنجاب	
سوم	رمیض اعظم	سندھ	00.33.06

☆اس مقابلے میں دو کھلاڑیوں نے اول پوزیشن حاصل کی اور دونوں کا وقت ایک ہی رہا۔

100 میٹر بٹر فلائی

اول	سلمان خان	پنجاب	01.18.15
دوم	رمیض اعظم	سندھ	01.23.30
سوم	یحیٰ شاہد	پنجاب	01.24.91

200 میٹر انفرادی میڈلے

اول	سلمان خان	پنجاب	02.53.41
دوم	یحیٰ شاہد	پنجاب	02.56.45
سوم	حسن کریم	سندھ	03.06.92

4x100 میٹر فری سٹائل

اول	یحیٰ شاہد، سید مصطفیٰ شاہ، سلمان خان، مرسل محمود بٹ	پنجاب	05.11.37
دوم	آغا شہوار، انصر کریم، حسن لڈو بھائی، رمیض اعظم	سندھ	05.15.99
سوم	عدنان ہاشم، عدنان حیدر، تیمور، حامد رحیم	سرحد	06.05.60

4X100 میٹر میڈلے ریلے

اول	سید مصطفیٰ شاہ، یحیٰ شاہد، سلمان خان، مرسل محمود بٹ	پنجاب	05.10.08 نیا ریکارڈ

(نوٹ: اس سے پہلے اگست 1999ء میں سندھ ٹیم نے 05.11.66 ٹائم کے ساتھ کراچی میں بنایا تھا)

دوم	حسن لڈو بھائی، ایم عیسیٰ، آغا شہوار، رمیض اعظم	سندھ	05.50.61
سوم	عدنان، حامد رحیم، تیمور، عدنان حیدر	سرحد	06.48.45

نتائج مقابلہ جات انڈر 18

50 میٹر فری سٹائل

پوزیشن	نام	ضلع	ٹائم
اول	سکندر خان	پنجاب	00.26.66
دوم	عثمان جاوید	پنجاب	00.28.27
سوم	عمران ہاشمی	سرحد	00.31.07

100 میٹر فری سٹائل

اول	سکندر خان	پنجاب	01.01.35
دوم	سید عثمان جاوید	پنجاب	01.03.69
سوم	عمران ہاشم	سرحد	01.12.18

200 میٹر فری سٹائل

اول	سکندر خان	پنجاب	02.13.18
دوم	حافظ جواد آصف	پنجاب	02.40.87
سوم	عدنان اسماعیل	سندھ	02.46.85

400 میٹر فری سٹائل

اول	عثمان جاوید	پنجاب	05.56.53
دوم	حافظ جواد آصف	پنجاب	05.58.85
سوم	عدنان اسماعیل	سندھ	06.05.25

100 میٹر بیک سٹروک

اول	عثمان جاوید	پنجاب	01.18.47
دوم	جواد کمانی	سندھ	01.20.84
سوم	اطہر فاروق	پی اے ایف	01.25.07

200 میٹر بیک سٹروک

اول	عثمان جاوید	پنجاب	02.53.31
دوم	جواد کمانی	سندھ	03.00.70
سوم	رضا علی	پنجاب	03.09.86

100 میٹر بریسٹ سٹروک

اول: عبدالعزیز پنجاب 01.14.81 (نیا ریکارڈ)

(نوٹ: اس سے پہلے اگست 1999ء میں ناصر محمود نے آرمی کی طرف سے کراچی میں 01.15.32 ٹائم کے ساتھ ریکارڈ بنایا تھا)

دوم	سکندر خان	پنجاب	01.18.80
سوم	بلال اعجاز	سندھ	01.23.47

200 میٹر بریسٹ سٹروک

اول	عبدالعزیز	پنجاب	02.50.91
دوم	بلال اعجاز	سندھ	03.08.10
سوم	عمر پرویز	پنجاب	03.11.34

50 میٹر بٹر فلائی سٹروک

اول	سکندر خان	پنجاب	00.28.52
دوم	سید عثمان جاوید	پنجاب	00.30.33
سوم	جواد کمانی	سندھ	00.32.34

100 میٹر بٹر فلائی

اول	سکندر خان	پنجاب	01.05.55
دوم	سید عثمان جاوید	پنجاب	01.13.02
سوم	عمران ہاشم	سرحد	01.26.26

200 میٹر انفرادی میڈلے

اول	سکندر خان	پنجاب	02.32.31
دوم	عثمان جاوید	پنجاب	02.47.56
سوم	جواد کمانی	سندھ	03.02.6

4X100 میٹر فری سٹائل ریلے

اول	شان لاشاری، حسین محمود، عثمان جاوید، سکندر خان	پنجاب	05.03.60
دوم	جواد کمانی، عدنان اسماعیل، مدثر سلیم، بلال اعجاز	سندھ	05.06.26
سوم	ہیبت خان، نیازی ارسلان، ظفر، اطہر فاروق	پی اے ایف	05.07.95

4X100 میٹر میڈلے ریلے

اول	رضا علی، عبدالعزیز، سکندر خان، عثمان جاوید	پنجاب	05.38.93
دوم	جواد کمانی، بلال اعجاز، مدثر سلیم، عدنان اسماعیل	سندھ	04.40.42
سوم	خان تاج، فرمان اسرار، عمران ہاشم، ایم عاصم	سرحد	05.44.76

بہترین تیراک (انڈر 15): 1۔ سلمان خان، پنجاب 2۔ مرسل محمود بٹ، پنجاب 3۔ یحییٰ شاہد، پنجاب

بہترین تیراک (انڈر 18): 1۔ سکندر خان، پنجاب 2۔ عثمان جاوید، پنجاب

پوائنٹس ٹیبل انڈر 15

یونٹس	گولڈ میڈل	سلور	برونز	پوائنٹس
پنجاب	14	7	3	136
سندھ	.....	5	8	82
سرحد	.....	.....	1	42
بلوچستان	.....	.....	.....	4

انڈر 18

یونٹس	گولڈ میڈل	سلور	برونز	پوائنٹس
پنجاب	13	8	2	144
سندھ	.....	5	5	69
سرحد	.....	.....	4	46
پی اے ایف	.....	.....	2	23
بلوچستان			.....	1

حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:-

''پس تم جلد سے جلد وصیتیں کرو تا کہ جلد سے جلد نظام نو کی تعمیر ہوا اور وہ مبارک دن آجائے جب کہ چاروں طرف (دین حق) اور احمدیت کا جھنڈا لہرانے لگے اس کے ساتھ ہی میں اُن سب دوستوں کو مبارکباد دیتا ہوں جنہیں وصیت کرنے کی توفیق حاصل ہوئی اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی جو ابھی تک اس نظام میں شامل نہیں ہوئے توفیق دے کہ وہ بھی اس میں حصہ لے کر دینی و دنیوی برکات سے مالا مال ہوسکیں اور دنیا اس نظام سے ایسے رنگ میں فائدہ اٹھائے کہ آخر اُسے یہ تسلیم کرنا پڑے کہ قادیان کی وہ بستی جسے کوردِہ کہا جاتا تھا، جسے جہالت کی بستی کہا جاتا تھا۔ اس میں سے وہ نور نکلا جس نے ساری دنیا کی تاریکیوں کو دور کر دیا جس نے ساری دنیا کی جہالت کو دور کر دیا۔ جس نے ساری دنیا کے دُکھوں اور دردوں کو دور کر دیا اور جس نے ہر امیر اور غریب کو، ہر چھوٹے اور بڑے کو محبت اور پیار اور الفت باہمی سے رہنے کی توفیق عطا فرما دی''۔

(نظام نو صفحہ ۱۳۴-۱۳۳)

Monthly
KHALID
C. Nagar
October 2004
Regd. CPL # 75/CR
Mansoor Ahmad Nooruddin

12ویں قومی سوئمنگ چیمپئن شپ ایج گروپ انڈر 18,15 کی تصویری جھلکیاں